

اب کون کہے تم سے

(نظمیں، ماہیے)

زین شکیل

Book Name: Ab Kon kahay Tum Se

Author: Zain Shakeel

Published in February 2022

Email: zainshakeel300@gmail.com

FB | Instagram | Youtube

Zainshakeelofficial | +92 342 5956300

قابل بریشمیز:

بیش بازار، رمضان مارکیٹ، جلاپور جٹاں، گجرات

qalbaan@gmail.com | +92 332 3252000

! اعتساب

شاہنوار علی بٹ کے نام
جو شخص میری ذات کا دوسرا حصہ ہے

اور میرے ان قیمتی لوگوں
کو نہیں فاطمہ، بنتِ اسلم، رمشاخان اور نوری کے نام
جنہیں میری مصروفیت سے کوئی گلہ نہیں ہے۔
جو کبھی مجھ سے دور نہیں ہوئے۔
جن کے لیے میری دعا ہمیشہ روشن رہے گی۔

باب اول

اب کون کہے تم سے



میں نے دیکھا ہے بادشاہوں کو
ایک ڈر کی گدائی کرتے ہوئے
اور وہ ڈر مرے حضور کا ہے

ساری دنیا کے بادشاہوں کی
گرد نیں بس پیٹیں پہ جھکتی ہیں
رحمتوں کا پیٹیں لسیر اہے

ان کا جو بھی غلام ہو جائے
راہ سدرہ ہے رہگز رأس کی
ہاتھ میں لوح اور قلم اُس کے

عربیوں سے کہاں بھلے عجمی
عجمیوں سے کہاں بھلے عربی
یہ بھی سیدھی مہربانی ہے

آپ فرمائیے کرم آقا
ہند کے بادشاہ کے صدقے
باباگی اک نگاہ کے صدقے

گرتے گرتوں کو تھام لیتے ہیں
ذرہ ذرہ یونہی نہیں کہتا
شہزادی یا غریب نواز

فیض خواجہ پیار کی چاہت کا
ہم نے پایا نگاہِ بابا سے
ہو سلامت دیاںِ شلبانڈی

سب مسائیں پر نگاہِ کرم
ادنے ادنوں میں زین سکی، باباً
التجاء! حضور کے صدقے



اب کون کہے تم سے

اب کون کہے تم سے
بس ایک محبت ہے
بے نام اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
بے چین طبیعت ہے
گھمپیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
بس ایک تصور سے
دلگیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
میں غم کا مصور ہوں
تصویر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
اک قید ہے زخموں کی
زنجیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
پائی ہے سزا جس کی
تقصیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
ہاتھوں کی لکیروں میں
لتقریر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
تم خوابِ محبت ہو
تعییر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
مالک ہوں اکیلا میں
جا گیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
اب روہیں کمال جیسے
اور تیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
ان عشق صحیفوں کی
تفسیر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
جلوہ ہے محبت کا
تنویر اُداسی ہے

اب کون کہے تم سے
دنیا میں تمہارے بن
ہر چیز اُداسی ہے



بوقتی ہیں تمہاری آنکھیں بھی

کس لئے تم کلام کرتے ہو

تم فقط مسکرا کے دیکھو نا

بوقتی ہیں تمہاری آنکھیں بھی

بارشوں میں اداں رہنے کا

میں نے اک شوق پال رکھا ہے

تم بھی بارش کے ساتھ آ جاؤ

اک جنازے کا حال دیکھا ہے

بین کرتی تھیں حرمتیں جس پر

جانے والے نے پہ کیا نہیں گزرا

کیا خبر تھی کہ سوکھ جائے گا

اُس نے اک روز پیڑیر لکھا

نام میرا، چھپا کے پتوں سے

اک تخيّل ادا س رکھتا ہے

ایک چہرہ کمال کرتا ہے

ایک آنسو پناہ دیتا ہے

تم کسی روز لوٹ کر آؤ

میں نے گھڑی میں باندھ رکھی ہیں

ساری خوشیاں تمہیں تھما دوں گا

زندگی کا ادھار باقی ہے

سانس لمحوں کے پاس گروئی ہے

ضبط بھی اب کہاں میسر ہے

خواہشوں کے عجیب میلے میں

کس نمائش میں درد ہے کتنا

یہ میں اچھے سے جان لیتا ہوں

تم کئی بار یاد آتے ہو

سکھ کئی بار روٹھ جاتا ہے

میں کئی بار ٹوٹ جاتا ہوں

تیری آنکھوں سے جو نکتے ہیں

ان ستاروں میں روشنی کم ہے

رات یہ چاندنے کہا مجھ سے

وہ اکیلی اداں بیٹھی ہے

اور پگلی ہے بے خبر کتنی

سارا عالم اداں بیٹھا ہے

میں کبھی لوٹ کر نہیں آیا

میں جہاں ہوں وہاں نہیں ہوں میں

تم کہاں ساتھ لے گئے مجھ کو؟

وہ تری دید کو ترستا ہے
وہ کبھی بد دعا نہیں دیتا
کس لئے بد گمان ہواں سے؟

درد اگر روٹھ کر چلا جائے
انس کو فوراً منا کے لے آنا
کون ورنہ تمہیں منائے گا؟

غم کا ٹکڑا اُداں بیٹھا تھا
میں نے اُس کو اٹھا کے ہاتھوں میں
اپنے سینے میں لاسجا یا ہے

تم تو کہتے تھے یہ محبت ہے
میں نے اس کو قریب سے دیکھا

اس میں وحشت تھی، رنج تھے، دُکھ تھے

وہ جو ساون سے روٹھ آئی تھی
اس لئے ہی بنی نہیں اُس سے
اُس کی آنکھیں عجیب صحر ا تھیں



اب کون کہے تم سے

اب کون کہے تم سے
ہر بار محبت کی
تفصیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
لمحوں کے اجرنے میں
تاخیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
مرشد ہے اداسی کا
بے پیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
ہر زلف محبت میں
زنگیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
جو گی کی محبت میں
جا گیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
بردوں کی کوئی جائز
تعذیر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
سب رنگ میسر ہیں
تصویر نہیں ہوتی

اب کون کہے تم سے
ہر خوابِ محبت کی
تعییر نہیں ہوتی



ایسی باتیں کہاں سے لاتے ہو

اُس نے پوچھا کہ ان ستاروں کو
کون سنتا ہے رات دیر تک
میں یہ بولا کہ ایک شاعر ہے

وہ یہ بولی کہ زین، تم بھی ناں!

ان ستاروں سے کیا ملامت کو؟

محض پکیوں شاعری نہیں کرتے؟

میں یہ بولا کہ ان ستاروں سے

ایک گھر امر اتعلق ہے

میری آنکھوں میں جگگاتے ہیں

پھر وہ جیران ہو کے کہتی ہے

اتنی چھوٹی سی آنکھ نے کیسے

بھر دیا آسمان ستاروں سے

میں یہ بولا کہ تم ستاروں کی

بات کرتی ہو چاند بھی اکثر

آٹھھر تاہے میری آنکھوں میں

اس پہ بولی کہ یہ بتاؤ تم
ایسی باتیں کہاں سے لاتے ہو
دسترس میں ہیں چاند تارے بھی؟

اس کے معصوم سے سوالوں پر
دھیرے دھیرے سے مسکراتا ہوں
اور چپ چاپ دیکھتا ہوں اُسے

پوچھتی ہے کہ بارشوں سے تمہیں
کس لئے اس قدر محبت ہے
کیوں اُداسی میں رنگ بھرتے ہو؟

میں یہ بولا کہ ایک بارش ہی
میری ہمدرد ہے زمانے میں
میری آنکھوں کی لاج رکھتی ہے

میں جو آنسو کسی کے جب دیکھوں
رات بھر نیند ہی نہیں آتی
وہ یہ مخصوصیت سے کہتی ہے

درد کے پار کے مناظر کچھ
روج پر بوجھ ڈال دیتے ہیں
میں نے اُس کو یہی جواب دیا

وہ یہ بولی کہ خواب میں اکثر
تم کو دیکھوں تو جاگ اٹھتی ہوں
پھر گزرتی ہے رات رو رو کر

میں نے پھر آسمان کو دیکھا
اور ٹھنڈی سی ایک آہ بھری
اور پھر بات کو بدل ڈالا

وہ یہ بولی کہ میرے بعد بھی تم
کیا مجھے اس طرح سے چاہو گے؟
مجھ کو ایسا تو کچھ نہیں لگتا!
!

میں یہ بولا کہ مجھ سے پہلے تم
اور پھر میرے بعد بھی تم ہی
اور پھر میں تمہارے بعد کہاں؟

وہ یہ بولی کہ سوچ کی کثیا
تجھ کو سوچوں تو خون روئی ہے
کیوں مجھے یاد آتے رہتے ہو؟

میں یہ بے چارگی سے کہتا ہوں
اس طرح سے نہ خود کو کھو دینا

درد کو کر لیا کرو تسلیم

وہ یہ بولی کہ میرے سائے میں
تیر اسایہ دکھائی دیتا ہے
کیوں اندھیروں میں پھر اکیلی ہوں؟

میں یہ بولا کہ وہم بھی اکثر
یوں ہی چہرے بدلتا ہے
مجھ کو محسوس کیوں نہیں کرتی؟

وہ یہ بولی کہ آج گنگن نے
کچھ نہ پوچھا تمہارے بارے میں
میں نے زیور سمجھی اُتار دیے

میں یہ بولا کہ پھول کا گمرا
کس لیے آج میں نے بھیجا تھا

کیا ضروری تھا بولتا کنگن؟

مجھ سے کہتی ہے آج میں خوش ہوں
سارا گھر ہی سجالیا میں نے
منتظر تھی ناں، اور کیا کرتی؟

میں یہ بولا کہ ٹھیک ہے لیکن
کب تک یوں مجھے ملوگی تم؟
کب تک یوں ہی خوش رہوگی تم؟

وہ یہ بولی جھڑی ہے سادون کی
آج تو بھیگ بھیگ جاؤں گی
تم کبھی بارشوں میں بھیگے ہو؟

میں یہ بولا کہ روز راتوں کو
سارے احساس بھیگ جاتے ہیں

ابر سے یا آگ سے برسے

وہ یہ بولی کہ کوئی بات کرو
چاہتوں کے نصاب کے بارے
دوریوں کے عذاب کے بارے

اس پہ چپ چاپ دیکھ کر اُس کو
میں فقط سوچتا ہی رہتا ہوں
کون سی بات کب کروں اس سے

وہ یہ بولی کہ درد سے تم کو
بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا
کس لئے پھر اُس رہتے ہو

میں یہ بولا کہ بولتا کب ہوں
درد بس آکے بیٹھ جاتا ہے

اور سنتا ہوں دیر تک اُس کو

وہ یہ بولی کہ بولتے رہنا
مجھ کو اتنا عجیب لگتا ہے
تم کوئی بات کیوں نہیں کرتے

میں یہ بولا کہ لب ہلا دینا
کیا یہی بولنے سے مطلب ہے
تم سنو، گر تمہیں سنائی دے

تم مجھے کیوں سمجھ نہیں آتے؟
جاواہب بولتی نہیں میں بھی
ہو کے وحشت زدہ وہ کہتی ہے

پھر وہ چہرے کو موڑ لیتی ہے
اور یوں دور تک مرے اندر

آرزو بین کرنے لگتی ہے



اب کون کہے تم سے

اب کون کہے تم سے

صدیوں کی اداسی ہے

ہر بار چلے آؤ

اب کون کہے تم سے

لحنوں کی گزارش ہے

سو بار چلے آؤ

اب کون کہے تم سے

یہ آنکھ برستی ہے

اک بار چلے آؤ



میں بناتا ہوں درد کا چہرہ

سارے موسم یہاں تھے جلدی میں
آپ ہی دیر سے یہاں بینچے
کب تک میں بھی منتظر رہتا

مصلحت ہونہ جب تک کوئی
تب تک یوں کسی کے جانے سے
کوئی جیتا کوئی نہیں مرتا

ایک میٹ کے پاس لوگوں کو
بین کرتے ہوئے سنائیں نے
اب تو مرنے سے خوف آتا ہے

میرے بارے میں درد پوچھہ تو
اس سے کہنا کہ تیرے جیسا ہی
پھر تارہتا ہے رات گلیوں میں

ایک آواز ہے پرانی سی
گیت امید کے جو گاتی ہے
کوئی محروم ہے زمانوں سے

پڑی سوکھا ہوا تو ہے لیکن
گھر بنائیں کچھ پرندوں نے
اس لیے ہے ہر ابھر احساس

ضبط کرنے لگا ہے رو رو کر
میری سانسوں پہ پیاس باندھو
میرا سینا دھڑکاتا جاتا ہے

میں بناتا ہوں درد کا چہرہ
اور پھر اس میں رنگ بھرتا ہوں
اور پھر کھل کے ہنستار ہتا ہوں

لوگ بولے کہ زین کیا بھی،
ایک ہی شخص ہے متاعِ جاں؟
اب بھی میں ہاں میں سر ہلاتا ہوں

بے سبب روشنی نہیں ہوتی
بے قراری کا بوجھ بڑھ جائے
بے خودی کا نقین کر لینا

کتنے آزار ہیں زمانے میں
تم کسی ایک کو بھی اپنالو
دل کی بولی سمجھ میں آئے گی

لوگ مظلومیت سمجھتے ہیں
کوئی محروم ہے مجت سے
میں تو ظالم اسے سمجھتا ہوں

راہ میں آگیا سراب مگر
تیر اچھہ جو میرے دھیان میں تھا
اس لئے میں کہاں ٹھہر جاتا

پیڑ کہنے لگا مر اسایہ
میرے ہی واسطے مصیبت ہے
کیا قیامت کا وقت ہے اُس پر

خواہشوں سے ہزار بھر تھا
حرتوں سے گریز کر لیتے

در در ہتھ انہ اتنی مشکل میں

حادثوں نے سجادا یا ہم کو
ہم کہاں یوں حسین تھے پہلے
پھر رہے ہیں لیے نشاں غم کے

بات جب بات سے نکل آئے
پھر اسے کون روک سکتا ہے
کچھ بہانے تو پاس ہوتے ہیں



نین پکاریں سانول

رات نہ بیتے میرین

یاد ادا سی گھولے

نین پکاریں سانول

خواب سمجھی چلا کیں
روٹھ گئیں تعبیریں
نین پکاریں سانول

ریت کا دریاد یکھا
پیاس بہائے آنسو
نین پکاریں سانول

بیت چلا ہے جیون
ہار چلی ہیں سانسیں
نین پکاریں سانول

راز محبت والے
کون کسے بتائے
نین پکاریں سانول

چن اٹھے خاموشی

باتیں روگ لگائیں

نین پکاریں سانول

دور کھڑی شہزادی

من مندر مہکائے

نین پکاریں سانول

بھر زدہ سی کوئل

بولے غم کی بولی

نین پکاریں سانول

کون سنے گا تجھ بن

حال ہمارا آکر

نین پکاریں سانول

یاد کے لکنکر پھینکے
جمیل کی چپ نہ ٹوٹی
نین پکاریں سانول

دل میں پھیلا جنگل
یاد میں غم کا صمرا
نین پکاریں سانول

ہار گئی ہے داسی
راجہ کون منائے
نین پکاریں سانول

تھل ہے دل کی نگری
بیڑی کیسے گزرے
نین پکاریں سانول

جیون ایک اداسی

روح ترے بن بیساں

نین پکاریں سانول



اور تم یاد آگئے پھر سے

آج میں نے سیاہ کپڑوں کو

زیب تن کر کے آئنہ دیکھا

اور تم یاد آگئے پھر سے

چوڑیوں کی دکان پر میں نے

چوڑیاں لال رنگ کی دیکھیں

اور تم یاد آگئے پھر سے!

آج میں کس طرح کادکھتی ہوں
میں نے سوچا کہ آئینہ دیکھوں
اور تم یاد آگئے پھر سے!

آج کانج میں ایک لڑکی نے
اک تمہاری غزل سنائی تھی
اور تم یاد آگئے پھر سے!

آج یادوں سے تنگ آکری ہی
میں نے سوچا کہ بھول جاتی ہوں
اور تم یاد آگئے پھر سے!

آج میں شام کو گئی چھت پر
دور سے چاند نے مجھے دیکھا
اور تم یاد آگئے پھر سے!

میں نے دیکھا کئی ستاروں کو
ایک دوچے سے چونچلیں کرتے
اور تم یاد آگئے پھر سے

خواب میں آج ڈرگئی تھی میں
اور کمرہ، اندھیرا، تنہائی
اور تم یاد آگئے پھر سے

آج میں نے دیے جلائے تھے
ہاتھ تھوڑا سا جل گیا میرا
اور تم یاد آگئے پھر سے

آج میں نے کتاب بھی دیکھی
سب ریاضی کے حل، سوال کیے
اور تم یاد آگئے پھر سے

آج اک راستے سے گزری میں

ایک سہا ہوا سارستہ تھا

اور تم یاد آگئے پھر سے

آج گھریال رُک گیا گھر کا

میں نے دیوار سے اُتارا تھا

اور تم یاد آگئے پھر سے

آج گھر میں بڑی اداسی تھی

میں نے جی بھر کے اُس سے باقیں کیں

اور تم یاد آگئے پھر سے

میرے اندر سے کوئی یہ بولا

لوگ مرتے نہیں چدائی میں

اور تم یاد آگئے پھر سے!

میرے چہرے پہ جب نی پھیلی
میں یہ سمجھی ہوا بھی روتی ہے
اور تم یاد آگئے پھر سے!

شام کے بعد رات آپنی
رات گزری تو دن نکل آیا
اور تم یاد آگئے پھر سے!

میں نے سوچا کہ اپنے ہاتھوں کو
رنگ ڈالوں میں آج مہندی سے
اور تم یاد آگئے پھر سے!

آج بالوں کے خم نکالے تھے
اور کچھ بال ٹوٹ کر بکھرے

اور تم یاد آگئے پھر سے!

ایک پودا ہے میرے آنگن میں
آج پودے پہ ایک پھول آیا
اور تم یاد آگئے پھر سے

لوگ خائف تھے مسکرانے سے
میں تو ایسے میں مسکرا بیٹھی
اور تم یاد آگئے پھر سے

خواہشوں نے مجھے ستایا ہے
حرتوں نے مجھے رُلایا ہے
اور تم یاد آگئے پھر سے

مجھ پہ آنکھوں نے آج طنز کیا
ہم بخلاف دید بن ہیں کس کاری

اور تم یاد آگئے پھر سے!

میری آنکھیں ہیں لال رو رو کر
میں ابھی ہی سن بھل کے بیٹھی تھی
اور تم یاد آگئے پھر سے!

میں ہوں مصروف ایک مدت سے
ایک بس تم کو یاد کرنے میں
اور تم یاد آگئے پھر سے!

اب نہیں ہے فرار یادوں سے
اس قدر مجھ کو یاد آ آ کر
زین تتم یاد ہو گئے مجھ کو



تم مرے درد کی ریاضت ہو

تم مرے درد کی ریاضت ہو

تم مرے ضبط کی عمارت ہو

تم مری آخری محبت ہو

تم توکل تمہی توصل ہو

تم توجہ تمہی تغافل ہو

تم توقع تمہی تسلی ہو

تم کہاں ہو کہاں نہیں ہو تم

تم یقین ہو گماں نہیں ہو تم

تم ہمارے ہو! کیا نہیں ہو تم؟

تم مرے گیت کی زبان ٹھہرے

تم مرے درد کی نفاس ٹھہرے
تم جہاں بھی گئے نشان ٹھہرے

تم تپ بُن ہو میری دنیا کا
تم تپیا مری محبت کی
تم تجھر مری بصارت کا

تم کبھی مل کے کھو بھی سکتے ہو
تم کبھی چھپ کے رو بھی سکتے ہو
تم تو راتوں میں سو بھی سکتے ہو

تم پریشان اب نہیں ہونا؟
تم تحریر ان اب نہیں ہونا؟
تم مری جان اب نہیں ہونا؟

تم تو یوں بے پناہ تھے مجھ میں

تم تھے پھلی سبھی مناظر میں
تم کو تسلیم کر لیا میں نے

تم محبت کرو تو بہتر ہے
تم کے راس آؤ گے بولو
تم ہمارے رہو تو بہتر ہے

تم تمازت سے ڈر گئے کیونکر
تم تپش تھے ہمارے جذبوں کی
تم تسلسل ہماری سانسوں کا

تم ہی تصویر تم تصور بھی
تم ہی تدبیر تم مدرس بھی
تم ہی تاثیر تم تاثر بھی

تم مری ہر خوشی مراغم بھی

تم مرے آنسوؤں کا موسم بھی
تم کسی شب کی زلفِ برہم بھی

تم سے تم تک پہنچ نہیں سکتا
تم مگر پھر بھی پاس رہتے ہو
تم مجھے پھر بھی راس رہتے ہو



اور تم یاد آگئے پھر سے
ایک جنگل بھری اداسی کا
میں نے کل رات خواب میں دیکھا
اور تم یاد آگئے پھر سے

میں نے دیکھا تھا دردپتوں پر
جیسے پت جھڑ کا سوگ کرتے ہوں
اور تم یاد آگئے پھر سے

ایک اندھے مزار کے اندر
ہجر کو دفن کر دیا میں نے
اور تم یاد آگئے پھر سے

روگ ہنسنے لگے ادا سی پر
در دنے تالیاں بجا دا لیں
اور تم یاد آگئے پھر سے

اک پرندہ جوڑا ر سے پچھڑا
میری چھت پر ادا س بیٹھا تھا
اور تم یاد آگئے پھر سے

اب توہر بات بھول جاتا ہوں
اب تو کچھ یاد ہی نہیں رہتا
اور تم یاد آگئے پھر سے

اب تمہیں یاد ہی نہیں کرنا

آج یہ فیصلہ کیا ہم نے

اور تم یاد آگئے پھر سے



”کدی آمل یار پیاریا“

میں بے چین طبیعت والی

عمروں سے بے آس

”کدی آمل یار پیاریا“

ہجر کی سولی چڑھ گئی میں

میرے سپنے ہو گئے دفن

”کدی آمل یار پیاریا“

کو کل رو رو بین کرے

مرا باغ میں لگے نہ من

”کدی آمل یار پیاریا“

پیغمبر سنه بھول گئے

مرے نینال زار قطار

”کدی آمل یار پیاریا“



میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے

گرجالوں میں آنکھ لگ جائے

پھر اندر ہیرے بہت ستاتے ہیں

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے

جسم جب دل کے ساتھ مل جائے

روح سے روح مل نہیں سکتی

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے

خواب دن میں اگر سجائیں تو
رات کو نیند روٹھ جاتی ہے

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
گر اُداسی سوال کر لے تو
آنکھ روکر جواب دیتی ہے

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
ایک ہی نام گر لیا جائے
پھر کئی درد آن ملتے ہیں

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
چھوڑ جانے کا حوصلہ ہو تو
روٹھ جانے کی حد نہیں ہوتی

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
گر کوئی شہر چھوڑ جائے تو
سوگ کرتی ہیں رات بھر گلیاں

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
کوئی آنکھوں میں آنٹھہرے تو
نبند آنکھوں سے دور رہتی ہے

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
بھروسے کمال کرتے ہیں
شہروالے سوال کرتے ہیں

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
جب پرندے اداس ہو جائیں
پیڑ خاموش ہو ہی جاتے ہیں

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
درد نبضیں اُدھیر کر کھدے
ضبط کو راستہ نہیں ملتا

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
دل اگر روپڑے تو چپ رہنا
آنکھ کی بات اور ہوتی ہے

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
پھیل جائے اگر خیال کا ذکھ
یاد کرنا کسی سوال کا ذکھ

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
تم اگر مجھ سے ملنے آؤ تو
واپسی کا خیال مت لانا

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
ایک لمحہ وصال ممکن ہو
ہبھر کا بھی خیال مت لانا

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
تم تو خود لا جواب ہو، دیکھو
ساتھ کوئی سوال مت لانا

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
میں ابھی درد کے عروج پہ ہوں
تم بھی اس کا زوال مت لانا

میں نے یہ بھی کہا تو تھام سے
میرے اور اپنے درمیان کبھی
دوسری کوئی بات مت لانا



اب کون کہے تم سے
اب کون کہے تم سے
جورا کھوئے غم کی
وہ لوگ سنہرے تھے

اب کون کہے تم سے
اس رات کی محفل میں
بس درد کے پھرے تھے

اب کون کہے تم سے
تحفے میں ملے ہم کو
وہ زخم ہی گھرے تھے
اب کون کہے تم سے
اک بارہی مل لیتے

ترے شہر میں بھرے تھے

اب کون کہے تم سے
ہم کان سے گونگے تھے
ہم آنکھ سے بھرے تھے

☆

وہ یہ کہتی ہے روٹھ کر مجھ سے
وہ یہ کہتی ہے روٹھ کر مجھ سے
یہ اُداسی اگرستا قی مجھے
تو میں شاید تمہیں منالیتی

گر درختوں سے میرے بارے میں
بات تم نے کبھی نہ کی ہوتی
تو بھی شاید تمہیں مناتی میں

گر سمندر تمہاری آنکھوں کا

میرا چہرہ مجھے نہ دکھلاتا

سوچ لیتی تمہیں منانے کا

گر پہاڑوں میں تم نہیں جاتے

نام میرا نہ لوٹ کر آتا

تو بھی شاید تمہیں منالاتی

وہ یہ کہتی ہے روٹھ کر مجھ سے

تم اگر سیکھتے منالینا

لازمی تھا کہ پھر منالاتی میں؟



وہ یہ بولی کہ آج ساون ہے

وہ یہ بولی کہ آج ساون ہے

ابر، برسات، بانسری، جنگل

سارا عالم اداں ہے تم بن

آسمان و زمین بھی چُپ ہیں
اور مناظر خوش ہیں سارے
رات بھی بے قرار ہے تم بن

بھر بھی، لفظ بھی، تخيّل بھی
ساری نظموں کا اک تسلسل بھی
شاعری بھی اداس ہے تم بن

خواب، بستر بھی، نیند بھی، شب بھی
رات کا اک طویل منظر بھی
ہر ستارہ اداس ہے تم بن

کاش تم لوٹ کر چلے آؤ
پھر یہ آئے گی اک برس کے بعد
دیکھو ساون کی آج پہلی ہے



در در خست نہیں ہوا کرتے

لوٹ جاتی ہے روح بھی واپس

ضبط رہتا نہیں سدا لیکن

در در خست نہیں ہوا کرتے

کون سی رات رات ہوتی ہے

کون سی بات بات ہوتی ہے

کون سے اشک اشک ہوتے ہیں

ایک دیوی، حسین اداسی کی

من کے مندر میں آن بیٹھی ہے

اور آنکھوں میں عکس ہے اس کا

ہجر کی سانس تھم گئی ہوتی

تم کسی اور راہ سے آتے

ہم کوئی اور بات کر لیتے

یاد آنے میں اتنی دقت کیوں؟

پاس آنے میں یہ مسائل کیا؟

سنگ رہنا کوئی مصیبت کیوں؟

و سعٰتِ درد، و سعٰتِ راحت

رشتہ ازدواج ہے ان میں

دونوں اجداد ہیں ادا سی کے

درد تو موجہ عبادت ہے

درد لبجھ کی اک وضاحت ہے

درد گھٹریاں، درد ساعت ہے



میرے بارے میں سوچتی ہو تم

اتنی فرصت کے میرے ہے
پھر بھی یہ حوصلہ تمہارا ہے
میرے بارے میں سوچتی ہو تم
زندگی اس لیے بھی بیماری ہے
میری ہر سانس تم سے وابسط
زندگی سے جڑی ہوئی ہو تم

بین کرتی ہیں دھڑکنیں جس پر
میرے اندر مزار ہے شاید
میرے اندر ہی مرگی ہو تم

خواب ہو یا سراب ہو کوئی
ریخگوں سے جورات کی ٹھہری
اس قدر گھری دوستی ہو تم

حشر برپا ہے اب کہیں مجھ میں

اب مر اخود پہ اختیار نہیں
میرے اندر بکھر گئی ہو تم



ان خواب رسیدہ آنکھوں میں
ان خواب رسیدہ آنکھوں میں
تعییر کے گنجل کھلنے سے
کب خواب فنا ہو جاتے ہیں

یہ خواب زدہ بے کار آنکھیں
دیدار بنا کس کاری ہیں
تعییر مکمل کر جاؤ

ان خواب رسیدہ آنکھوں میں
ساون کی جھڑی لگ جاتی ہے
جب یاد ہمیں تم آتے ہو

ان خواب رسیدہ آنکھوں کا

تم ایک سہارا ہوا ایسا

ہم جس کے سہارے جیتے ہیں

ان خواب زدہ سی آنکھوں کے

بارے میں تمہیں بتانا ہے

اک شام ہمارے نام کرو

ان خواب زدہ سی آنکھوں نے

عجلت میں تمہیں جب دیکھا تھا

فرصت نہ ملی پھر خوابوں سے

ان خواب رسیدہ آنکھوں کے

قصے ہیں بہت مشہور مگر

ہر بات میں ذات تمہاری ہے

ان خواب رسیدہ آنکھوں میں
یادوں کے گھروندے ہیں جن کی
ہر یاد میں ذات تمہاری ہے

ان خواب زدہ سی آنکھوں کا
بس ایک سہارا ہونا تم؟
اک خواب ادھورا ہونا تم؟



اب کون کہے تم سے
اب کون کہے تم سے
ہم آس لگائیٹھے
انکار نہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

صدیوں کی ریاضت کو

بے کارنہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

تعمیر تمہاری ہوں

مسمارنہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

اس بار کیا رخصت

ہر بارنہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

تم میرے مسیحا ہو

بیمارنہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

تم نیند میں شامل ہو

بیدار نہ کر جانا

اب کون کہے تم سے

تم میری محبت کا

بیوپار نہ کر جانا



کاش تم بخت میں کہیں لکھتیں

وہ یہ بولی کہ شام ڈھلتے ہی

چاند تارے اداں کرتے ہیں

اور تم یاد آنے لگتے ہو

میں یہ بولا کہ چاند تاروں سے

میری کچھ خاص اب نہیں بنتی

دن میں فرصت نکال لینا تم

وہ یہ بولی کہ آج مہندی سے

نام لکھا تمہارا ہاتھوں پر

اور خوشبو نے راز کھول دیا

میں یہ بولا کہ وقت ڈھلتا ہے

رنگ مہندی کا ماند پڑتا ہے

کاش تم بخت میں کہیں لکھتی



اک شام ہمارے نام کرو

آغاز کرو، انجام کرو

ان آنکھوں کو پیغام کرو

اک شام ہمارے نام کرو

آنکھوں سے پرے اک عالم ہے

سانسوں سے پرے اک وحشت ہے

خوابوں سے پرے کچھ بھی تو نہیں

اقرار جہاں پر ہونا ہو

انکار کہاں ہو سکتا ہے

یہ ریت ہے ایک محبت کی

آزار ہیں جو دنیا بھر کے

اک دکھ میں چھپائے بیٹھے ہیں

کچھ لوگ ادا سی بنتے ہیں

ہم عرش ریاضت کر کر کے

ہر ابر کا رسٹہ جان گئے

اب آنکھ برستی رہتی ہے

ہم در دریافت کرتے تھے

ہر دلکھتی رگ کو دیکھ لیا

اب ضبط پر یشاں رہتا ہے

ہم ہجر ریاست کر بیٹھے
اب خود سے روز بچھرتے ہیں
اب وصل بھی طعنے دیتا ہے

ہم دشت ہوئے، ہم خاک ہوئے
ہم ریت کی اک پوشک ہوئے
اب روز بکھرتے رہتے ہیں

سب جذبوں کو بے نام کرو
ان آنکھوں میں آرام کرو
اک شام ہمارے نام کرو



اب کون کہے تم سے
اب کون کہے تم سے

تم رات میں لوٹ آتے

اور رات بدل جاتی

اب کون کہے تم سے

تم بات تو کر لیتے

ہر بات بدل جاتی

اب کون کہے تم سے

میں جذب تمہیں کرتا

اور ذات بدل جاتی



اب کون کہے تم سے

اب کون کہے تم سے

میں یاد اگر آؤں

کچھ دیپ جلالینا

اب کون کہے تم سے
سو کھے ہوئے پیڑوں کو
ہربات سنالینا

اب کون کہے تم سے
اجڑے ہوئے لوگوں سے
خاموش دعا لینا

اب کون کہے تم سے
بے کار اذیت میں
مت خود کو گنوالینا
اب کون کہے تم سے
کوئی روکے منائے تو
سینے سے لگالینا

اب کون کہے تم سے

بے عیب نہیں کوئی

تم عیب چھپالینا



اب کون کہے تم سے

اب کون کہے تم سے

مجھے یاد نہیں کرنا

محجور نہیں ہونا

اب کون کہے تم سے

وحدت کو سمجھ کر بھی

منصور نہیں ہونا

اب کون کہے تم سے

ہم ساتھ نہ رہ پائیں

تم دور نہیں ہونا

اب کون کہے تم سے
لوگوں سے چھپے رہنا
مشہور نہیں ہونا

اب کون کہے تم سے
یہ ہجر ہمیں اب کے
منفلور نہیں ہونا

اب کون کہے تم سے
تم نور ہمارے ہو
بے نور نہیں ہونا



باب دوم

ماہیے



مری ہر صبح ہر شام

ہر لفظ حروف کتاب

مرے ماہیے تیرے نام



نہیں اس میں کوئی تحریف

اور بے حد صحیت ہے

اک اف کوہر تو صیف



جس عشق سکھایا ہے
إن دونوں جہانوں پر
اُس "میم" کا سایا ہے



یہی ذکر جلی کرنا
دل جب بیمار پڑے
تم بس علیٰ علیٰ کرنا



احسان ہے زہر آکا
یہ آل نبی کا غم

فیضان ہے زھر اگا



گجراء ہے سلاموں کا

میں ایک ملازم ہوں

زھر اگ کے غلاموں کا



نعلین کے صدقے میں

میں جان فدا کر دوں

حسنین کے صدقے میں



نس نس میں بہتا ہے

مرا اک سلطان پیا

اجیر میں رہتا ہے



شلبانڈی کی راہوں میں

خود کو ہیں چھوڑ آئے

باباگی پناہوں میں



محفوظ پناہوں میں

ہم کو چھپا رکھو

درویش نگاہوں میں



کیسی خود غرضی ہے

سو سو ظلم کریں

نینوں کی مرضی ہے



بالوں میں جوڑا ہے
اک پیڑھے پیپل کا
سمن کا پنگھوڑا ہے



تعریف تو ہوتی ہے
عشق میں رُل جائیں
تکلیف تو ہوتی ہے



پل پل گھبراتے ہو
جب باطن کوڑا ہے
ظاہر چکاتے ہو



فیضان اترتا ہے
یار کے سینے میں
قرآن اترتا ہے



صرح اکی کاہانی ہے
سجنی کی آنکھوں میں
دریاؤں کا پانی ہے



پھر گیت سناتے ہو
دنیا کے ستائے ہیں
کیوں ہم کو ستاتے ہو



کوئی تم پر مرتا ہے
 تم اور کسی کے ہو
 دل سوچ کے ڈرتا ہے



کوئی آس جگا جاؤ
 ہم مر کے بھی جی انھیں
 سینے سے لگا جاؤ



بے خوف سے رہتے ہو
 درد جدائیوں کے
 چپ چپ ہی سہتے ہو



ہنستے ہونہ رو تے ہو

آنکھیں ہیں بہت بو جھل
کس پھر میں سوتے ہو



خاموش نہیں رہتا

تم جب آتے ہو
تب ہوش نہیں رہتا



اک چاند سا مکھڑا ہے
اب کس کو بتائیں ہم
دل درد کا گلزارا



یہاں ہر سو میلے ہیں
ان دنیا کے میلوں میں
ہم کتنے اکیلے ہیں



کب زلف کے سائے ہیں
غیر وں میں لگایا دل
اپنے جو پرانے ہیں



اب کیا گلہ تم سے
ہر روز جو ملتے تھا
غیر وں کی طرح ہم سے



بے نام جزیرے ہیں
ان سالنولی آنکھوں میں
آنسو نہیں، ہیرے ہیں



ہر چیز سے پیارے ہو
کہہ جو دیا ہم نے
تم صرف ہمارے ہو



سہنے کو تو سہہ ڈالوں
پرجی تو یہ کی چاہے
ہر بات ہی کہہ ڈالوں



تہائی ہی ملتی ہے

پیار میں گم ہو کر

رسوائی ہی ملتی ہے



اک ڈھیر ہے سو گوں کا

اللہ ہی حافظ ہے

معصوم سے لوگوں کا



کچھ خوف تو کھایا کر

پھر ہوش نہیں رہتا

آئھیں نہ اٹھایا کر



ریشم کے دھاگے ہیں

جانے کب نیند آئے

کل رات کے جاگے ہیں



زیور ہے سونے کا

پھر وقت پلت آیا

تری یاد میں رونے کا



ہنستے ہو رو گوں پر

ترس کبھی کھاؤ

اجڑے ہوئے لو گوں پر



اک بات چھپانے پر
ہے ہم سے خفاڑھولا
گھردیر سے آنے پر



بڑے قدر ہیں بلاوں کے
اب یاد رہے کس کو
اندازو فاؤں کے



قصہ تو پرانا ہے
اب ایک ہی حسرت ہے
بس یار منانا ہے



انہار نہیں کرتے
اک بارہی کافی ہے
ہر بار نہیں کرتے



دل کیوں بہلاتے ہو
تم بیٹھ کے شاہوں میں
سائل کھلاتے ہو



جاں سا کرایہ ہے
رہتا ہے جو اس دل میں
وہ شخص پر ایا ہے



کوئی بانسری بھتی ہے

اک یاد تری ساجن

ہر شر میں سمجھتی ہے



بے درد زمانہ ہے

ویسے بھی تمہارے پاس

رونے کا بہانہ ہے



یہ کیسی کہانی ہے

انجام بھی آپہنچا

راجہ ہے نہ رانی ہے



کرومہرا سیر دل پر

ہنستے تو نہیں پا گل

خاموش فقیر دل پر



بے وقت چلے آؤ

بے وقت ہے ہر اک وقت

ہر وقت چلے آؤ



کیا کرتے گلہ تم سے

انبار ہے اشکوں کا

کچھ بھی نہ ملا تم سے



سچائی یا باطل تھے
کیسے نہ فراہوتے
انداز جو قاتل تھے



ہر چیز بھلائی ہے
اب کیسے منائیں گے
شدت کی لڑائی ہے



سانسوں سے ضروری ہو
اب ٹوٹ نہیں جانا
تم کائنچ کی چُوری ہو



ہے کیسی ہے داتائی

بیمار ہیں مدت سے

کرتے ہو مسیحائی



رکھے شاد خدا تم کو

ہم تھام کے دل اپنا

کرتے ہیں جد اتم کو



پر دہ بھی بنار کھنا

جانے کب لوٹ آؤں

دروازہ کھلار کھنا



دیکھئے تھے بڑے سپنے

بس ایک تمہیں چاہا
سب روٹھ گئے اپنے



اب پیاس بحادی ہے
ہم نے بھی تو اک صورت
اشکوں میں بہادی ہے



باتیں جو بناتے ہو
بہتر ہے کہ چپ بیٹھو
ہم کوہی رلاتے ہو



واجب تھائیاں ہیں

لکھی اپنے نصیبوں میں

یاروں سے جدا یاں ہیں



اک روز گزرنا ہے

یہی مجھ سے وہ کہتی تھی

اک سال میں مرنا ہے



سنوارات نہیں کرنی

گھر دیر سے لوٹے تو

پھربات نہیں کرنی



بھولا ہوا رستہ ہے

اس آنکھ سے بادل بھی

ہر روز برتائے ہے



تم جان نہ پاؤ گے

جب دور سے لوٹیں گے

پہچان نہ پاؤ گے



کہنا ہے تبی تم سے

ہر درد کو رکھا ہے

اک ہم نے پرے تم سے



تم جھیل سے گھرے ہو

اور وہ سے نہیں لگتے

تم اتنے سنہرے ہو



تم دور نہیں ہونا

ہم نے تو پچھوڑے کو

منفلور نہیں ہونا



وعدے سے مکر جاتی

عمر گزر گئی ہے

تحوڑی تو ٹھہر جاتی



نیلم کا پانی ہے

کب ان روحوں کی

دیوار گرائی ہے



خوشبو لہرائی ہے

اک یاد، اسیر وں کے
لب چوم کے آئی ہے



اک پریت لگائی ہے

ہم خود سے ہوئے محروم
کیسی تہائی ہے



محرومی ہی سہہ لینا

مری قبر پر آ جانا

کوئی نوحہ کہہ لینا



تھوا راذیت کے

پھر راہ میں آئے ہیں

دربار اذیت کے



کانٹوں پر سولیتے

بس خار ہی اُنگے تھے

ہم پھول جو بولیتے



ہونی کو تو ہونا تھا

ہم وہاں پس بیٹھے

جہاں واجب رونا تھا



تفسیر اداسی کی

پھر ٹوٹ نہیں پائی

زنجدیر اداسی کی



تصویر اداسی کی

دونین پیاکے ہیں

تفسیر اداسی کی



اشکوں کی قطاریں ہیں

مژ سانول نہیں آیا

بے چین مہاریں ہیں



دانائی نہیں ملتی

بس بولنے والوں میں

گھر ائی نہیں ملتی



کچھ خود کو سمجھنا کیا

یہ نین جلا دے گا

سورج سے الجھنا کیا



مجبور نہیں ہونا!

تم دوئی کے قائل ہو

منصور نہیں ہونا!



گن کرم جلے میں ہیں
 اک تیری حفاظت کے
 تعیز گلے میں ہیں



پھر کس لیے ڈرتی ہو
 یہ تم جو حفاظت کی
 اک آیت پڑھتی ہو



آنکھوں سے بہتی ہے
 روح کے گوشے میں
 اک سانوںی رہتی ہے



دنیا سے مکر گئی ہے
 اک بالکلی فقر بھری
 درویش پر مر گئی ہے



افسانے سنائے ہیں
 ان لوٹنے والوں نے
 کب قول بھائے ہیں



چاندی کی بالی تھی
 یار کی آنکھوں میں
 اک شام کی لالی تھی



تم قول کے کھوٹے ہو
اس عشق سے مت کھیلو
ابھی چھوہر ہو، چھوٹے ہو



کیا درد اٹھالائی
وہ مڑ کے نہیں آئے
ناون کی خبر آئی



حیران تو ہونا تھا
تم راہ میں چھوڑ گئے
نقسان تو ہونا تھا



اک تیری نشانی کو
اب طول نہیں دینا
نتحلی کی کہانی کو



مر جھانے سے کیا ہو گا؟
اے ہونٹ پتیل والے!
گھبرانے سے کیا ہو گا؟



سانسون کی طلب ماہی
تم سے ہی تو سیکھا ہے
یوں جینے ڈھب ماہی



حالات سنوماہی

مرے نین بھی کہتے ہیں

برسات سنوماہی



کیا تم سے گلہ ماہی

ہم نے تو نہیں مانگا

کوئی بھی صلمہ ماہی



محشر ہے ادماہی

تم بانٹتے پھرتے ہو

نینوں سے شفماہی



روٹھا ہے سکوں ماہی

سب دکھڑے تمہارے بن

اب کس سے کہوں ماہی



دکھڑوں سے اگھتے تھے

تم دور گئے کیوں نکر

تم مجھ کو سمجھتے تھے



اب شور نہیں ہوتا

ان آس کی قبروں پر

کوئی بھی نہیں روتا



جھوٹا ساد لاسہ تھا

اب جان گئے ہیں ہم

یک طرفہ تماشا تھا



ہر سال کھلے رکھنا

اب مرے سوگوں میں

تم بال کھلے رکھنا



دیکھی ہے قضاۓ نے

بس جیون مانگنے پر

پائی ہے سزا اُس نے



ہر بار اداسی کی
ہم پہ ہی چلی سانول
تلوار اداسی کی



مرحوم امیدوں کا
اب کون کہے تم سے
افسانہ شہیدوں کا



خوابوں کے اسیروں کو
پھر روند دیا جگنے
تری یاد کے ہیروں کو



چاہت کی امیری نے
پھر لوٹ لیا ہم کو
کملی کی فقیری نے



یادوں کا گھننا ہے
یہ جو بن ڈھلتا ہے
کب حُسن کو رہنا ہے



تجھ سے ہے دعا سنیں
یہ جندبے حال ہوئی
اب پاس بلا سنیں



ترمیم نہیں کرنا

تم میری محبت کو

تقسیم نہیں کرنا



کو کل کر لا بیٹھی

پھر یاد تری سانوں

لوگوں میں رلا بیٹھی



آنکھوں کو چھپانے سے

دربیا تو نہیں رکتے

کاجل کے لگانے سے



ٹوٹی ہوئی رسمی ہو
تھل نہیں بختوں میں
تم کون سا سسی ہو



ہے وقت عبادت کا
غیر وں کے کامنہ ہے ہیں
کلمہ ہے شہادت کا



بے ربط صد اؤں کا
ہم روز ہی سہتے ہیں
وہی جبر ہواؤں کا



وہی لگتے ہیں مر ہم سے
تم نے جو کہے ہم سے
الفاظ تھے بر ہم سے



ترے نام ہی اچھے تھے
تب تم تو میسر تھے
گُنام ہی اچھے تھے



بھولے نہ بھلانے سے
نہیں رو جیں جدا ہو تیں
بس ہاتھ چھڑانے سے



آلام پہن لینا

اب تھل آپنچا ہے

احرام پہن لینا



کملی کا یقین دیکھا

جاتے ہوئے سانوں نے

مرکر بھی نہیں دیکھا



چاہت کے قلندر ہیں

روتے ہوئے لوگوں کی

آنکھوں میں سمندر ہیں



مرجان نہیں ملتے

جن کو بھی نصیبوں میں

زندان نہیں ملتے



بادل جو برستے ہیں

یہ نین زلیخائی

یوسف کو ترستے ہیں



ہر زخم دکھانا کیا

جب پریتم ہنتا ہو

پھر حال سنانا کیا



طالب ہیں سرابوں کے

پچھے خواب بھی آنکھوں میں

قابل ہیں عذابوں کے



معصوم سی لگتی ہے

سانوںی خوشیوں سے

محروم سی لگتی ہے



قربان نہ ہو جانا

یہ دنیا نہیں اچھی

آسان نہ ہو جانا



اتنی سی رعایت کیوں

تم سکھ سے بوسانول
خوشیوں سے شکایت کیوں



دکھ میں بھی خوشی کرنا
اک یاد کے گھر میں بھی
جاروب کشی کرنا



گجراء ہے گلابوں کا
اک سانولی کا لہجہ
در من ہے عذابوں کا



لفظوں کا ہنر لے لو
ہر روز تڑپتی ہوں

برہن کی خبر لے لو



جب پریت گلی تم سے
کیوں خط بھی نہیں لکھتے
کیا بھول ہوئی ہم سے



اب کچھ نہیں شاموں میں
آپ نے کیا دیکھا
ہم جیسے غلاموں میں



چاہت کی اسیری میں
کیا حکم چلا یا ہے

شاہوں نے فقیری میں



دنیا سے ملائے بن

پھر دفن کیا اپنی

میت کو سجائے بن



محشر کو اٹھا لائے

کیا ملنا ضروری تھا؟

تم قبر پر کیوں آئے



میٹھی سی دعائیں دو

عیسیٰ کی نظر والے

نیوں کو شفائیں دو



خوشبو لہر اتے ہو

تم پر یہ فدارستے

معراج پ جاتے ہو



جگ جس کا بردہ ہے

اک ذاتِ احمد پر بھی

اُس میم کا پردہ ہے



اب تم نہ سزا ہونا

بس پیار ہی کرتے ہیں

مت ہم سے خفا ہونا



ترتیب ہے گلیوں کی
تم آکے خبر لینا
روتی ہوئی گلیوں کی



مايوس نبیس ہونا
تم سب سے ادا سی میں
مانوس نبیس ہونا



محور تھے اذیت کے
دل تم سے لگا بیٹھے
تم کب تھے طبیعت کے



ترے نام لگاتے ہیں
 یہ لوگ سبھی ہم پر
 الزام لگاتے ہیں



جگ چھوڑ کے جانا ہے
 ان دنیا کی رسموں کو
 پھر توڑ کے جانا ہے



ہر رشتہ ہی کچا ہے
 بس لاج اسی کو ہے
 سائیں ازل سے سچا ہے



اک پاک نگہ لے کر
ہم راہ سے گزریں گے^۱
سائیں کی دعا لے کر



پُر نور ہمیں رکھنا
چبوں سے لگائی ہے
منظور ہمیں رکھنا



باب سوم

صندل تیری پریت



صندل تیری پریت

پھر میٹھے ٹمر میں چھیڑ دے یہ سانس پر یم کا گیت
سب جگ سے سُندر شے لگے ہمیں صندل تیری پریت
یہ شہر عجیب ہے صندلیں! یہاں گلیوں میں کہرام
یہاں درد کی فوجیں آگئیں یہاں چین برائے نام
اس بے کل عالم بیچ ہم نہ ڈول سکے اک گام
اک تیری یاد سوا ہمیں یہاں اور نہ کوئی کام
ہم کر بیٹھے ہیں صندلیں! اب سانسیں تیرے نام

ٹوڈل بن میں اک پیڑ ہے تری ہر جانب خوشبو
ہم صندل صندل کو کئے تجھے ڈھونڈیں ہر ہر شو
ہمیں کچھ نہیں جگ سے چاہیے درکار ہے بس اک تو

تو چھپ گئی کیسے پھول میں، بدلا ہے گلی کا بھیں
تجھے آنا ہو گا صندلیں! اب اپنے پی کے دیں

اس عشق کا اپنا فلسفہ، اس عشق کی اپنی ریت
سب جگ سے سند رشے گے، ہمیں صندل تیری پریت



دل ہاتھوں مجبور

آدیکھ ری صندل دیکھنی، ہم دل ہاتھوں مجبور
ترے پر یم میں ڈوب کے صندلیں اب ہر لمحہ مغرور
تو چند اجیون رات کا، ترا دل کے اندر نور
میری ہستی گھائل کر گئیں، تری دو آنکھیں مجنور

چل چھوڑ گمر بے درد ہے، آمیرے دل میں بس
تری بانہیں سکھ کا مرکز ہیں، ترے لب ہیں امرت رس

آخوش بس میری بانہہ میں، تجھے بھر بھر جھولے دوں

ترے درد تما می چھین لوں، تجھے جی بھر پیار کروں

میں رورو کاٹوں رین کو، ترا جب بھی دکھ نہیں مکھ
مجھے اور کہیں نہیں چھین ہے، مجھے تیری ذات سے سکھ
آصنڈل میرے پاس نی، آب انٹوں تیرے دکھ

اس دل میں تیر انورنی، ہم دل ہاتھوں مجبور



تیری اتنی پاک پریت

ٹو جمنا پاک پر یم کی، ترے لب پر صرف دعا
ترے پاس ہے دار و درد کا، ٹو سرتا پیر شفا
ٹو دولت میرے بخت کی، ٹورب کی خاص عطا
یہاں آکر میرے کان میں، ترے گائے گیت ہوا

تر ادل دریا سے صاف نی، تری سوچیں بھی شفاف
ٹو عشق کی پاک کتاب ہے، تجھے رکھوں بیچ غلاف

تو قصہ میرے درد کا، تو میلٹھی سی رُوداد
ٹو ٹپکے میری آنکھ سے، تو ہونٹوں پر فریاد

تجھے چھونے سے ہے ڈرمجھے، کہیں ٹوٹ نہ جائے کا نچ
مرا تو ہی مان ہے صندلیں، کبھی آئے نہ تجھ پر آنچ

کبھی چاہت میں نہ کھوٹ ہو، کبھی ٹوٹ نہ پائے ریت
تری پاک پریت نی صندلیں!، تری اتنی پاک پریت



ٹو میر اسانوں ڈھول

کبھی چھوڑ بھی چتا وقت کی، کبھی بھر سانسوں میں سانس

ترے لیکھ میں میرا لیکھ ہو، یہی سینے اندر پھانس

آک دو بھے کے سامنے، ہم بیٹھیں، دیکھیں مجھ

آتنا دیکھیں صندلیں، یہ نیتاں پائیں سکھ

تری گود میں اپنا سرد ہڑوں، اور دوں قصے کو طول

تچھے جانے دوں نہ رات بھر، رہے صرف یہی معمول

ترامیکے ہر ہر انگ نی، تری ماںگ میں بھر دوں پھول

اے میرے دل کی چاشنی، ترے رنگ بڑے انمول

ترے لب بھی شیریں صندلیں، ترے میٹھے میٹھے بول

اب بول پریم کے بول نی، ان کانوں میں رس گھول

مرے جیون کا ٹوچاند ہے، تو میر اسانوں ڈھول



تچھے لا کر دے دوں چاند

مجھے تیرا ہجر عذاب ہے، ترے ہر دم رہوں قریب
سندور میں تیری مانگ کا، میری باتیں دیکھ عجیب
آپاس مرے ٹو صندلیں، مرا جاگے آج نصیب

ٹوب سے سندر صندلیں، ترے آگے سب کچھ ماند
کیا گھرے، کنگن، چوڑیاں، تجھے لا کر دے دوں چاند

ہو پل وہ میرا آخری، کروں خود سے تجھ کو جدا
مجھے پیارے اپنی جان سے، ترے نخزے، ناز، ادا
جلے یاد تری کا دیپ بھی، مرے سینے نقش سدا
میرے جیون پر اب چھائی، ٹوبن کے پریم گھٹا
کرے تیرے شکھ کے واسطے، مری ہر ہر سانس دعا
اب آبس پی کے دلیں میں، تجھے رکھے شاد خدا

☆

میں تیرے بن بے حال

مرے لفظوں میں تو صندلیں، مر الہجہ سخت اداس
تچھے جی بھر دیکھ کے مت جائے، ان دونیوں کی پیاس
مجھے اور کسی کی تانگ نہیں، مری ہستی کو ٹوراں
مجھے ماریں بھر کے ناگ نی، مجھے تیرے وصل کی آس

اک تچھ بن جیون را کھہ ہے، تچھ سے جیون معمور
اب آمل مجھ سے صندلیں، کہیں زخم نہ ہوں ناسور
مرے ہر زخم کو صندلیں، تری ہستی ہی کافور
مت نین بد لنا صندلیں، مت مجھ سے ہونا دور

مجھے اور نہ کوئی درد نی، مجھے تیرے رنج ملاں
ترے لال گلابی ہونٹ نی، اور ان پر صرف سوال
اب تیرے نام لگا دیے، یہ سب لمحے، سب سال
اک تچھ بن میری صندلیں، مر اکوئی نہ پوچھے حال

میں تیرے بن بے حال نی، میں تیرے بن بے حال



آجیوں کو مہکائیں

کبھی آجا پر یہ کے باغ میں، مل ہنس نہیں درد بھلا کیں
آبیٹھیں سکھ کی چھاؤں میں، آسوئے بھاگ جگائیں
آرل مل خوشیاں بانٹ لیں، آجیوں کو مہکائیں
آچھوڑیں نفرت دلیں کو، آپیار کے دیپ جلا کیں
آ صندل میرے پاس نی، آجیوں کو مہکائیں
کچھ اور دکھائی دے نہیں، یوں تجھ کو ستنتے جائیں
کچھ اور سناٹی دے نہیں، یوں تجھ کو سنتے جائیں
کچھ اور سمجھائی دے نہیں، اک دوچھے میں کھو جائیں
بس آنکھیں بولیں صندلیں، ہر دل کی بات بتائیں
یہ جیوں مہکے صندلیں، یوں خود میں تجھ کو بسا کیں

پھر بھول کے اپنے آپ کو، ترے نینوں میں کھو جائیں
تجھے سینے ساتھ لگائیں نی صندل، سینے ساتھ لگائیں



سچا تیر اپیار

یہ دل کی بستی صندل لیں، یہ صحراء، دشت، اجڑا
یہ اور کسی کا دل میں نہیں، یہاں صندل تیر اپیار
تو لے چل اپنے سنگ نی، مری تیرے ہاتھ مہار
اب لا گے تجوہ بن صندل لیں، مجھے سارا جگ بے کار
یہاں سارے قصے جھوٹ ہیں، یہاں جھوٹے سب کردار
یہاں دل کے اندر کھوٹ ہیں، یہاں سب رو حیں بیمار
سب اپنے اپنے ڈھنگ سے، یہاں کرتے ہیں بیو پار
یہاں مکر فریب کی ریت ہے، یہاں سب جھوٹے فنکار
میں ایک اکلی جان ہوں، مجھے دور نہ رہ کر مار
میں ڈوب نہ جاؤں صندل لیں، مجھے خود ہی پار اتار

یہاں سکھ کا اتنا کال ہے، یہ دکھ کا ایک دیار

اس کا لے دیں کے بیچنی، اک سچا تیر اپیار



مرا تجھ سے شاد جہان

دل روئے ترپے صندلیں، تری کوئی کرے نہیں بات
مرے دن بھی بہہ گئے آنکھ سے، مرے اندر اتری رات
تجھے کون بتائے صندلیں، یہ عشق نہ پوچھے ذات
یہاں صرف اسی کی جیت ہے، جو کھاتا جاوے مات
مرا اپیاس سے اندر خشک ہے، کہے رورو آج فرات

مری صندل میری زندگی، مری خاطر تو آسان
مجھے ہر دم تیری فکر ہے، مجھے تیرے وہم گمان
ترا اپیار یا ضت صندلیں، مرا تجھ پہ اٹل ایمان
تری ماںگ میں بھر دوں رنگ میں، ترے ہاتھ پر رکھوں جان

ٹو آس ہے میری صندل میں، بس ٹو ہی میر امان
مجھے اور کسی سے غرض نہیں، مجھے ٹولینا پچان
مجھے اور نہ کوئی راس نی، مر اتھے سے شاد جہان



کبھی میرا کہنا مان

مرے ہر ٹوبہ سے صندل میں، بن بارش تیرا پیار
مرے من میں تیری سورتی، مر اتن تیرا گھر بار
کھو جاؤں لمبی بھیر میں، تجھے ڈھونڈوں بیچ بزار
تری پوچا میرا کاج نی، ترا سر پر عشق سوار
ترادیوی! عشق بنا گیا، مجھے چاہت کا او تار

چل صندل میرے ساتھ نی، کبھی میرے ساتھ بھی چل
مجھے گرم ہوائیں لگ گئیں، مجھے کھانے آگئے تھل
آتھام لے میرا باتھ نی، کہیں عمر نہ جاوے ڈھل

مجھے اپنی راہ پہ ڈال دے، مرے رستوں میں دلدل

ترے میٹھے میٹھے بول کو، مرے صندل ترسیں کان

ترے سنگ ہے دل میں تازگی، تجھ بن جذبے بے جان

آبن جامکہ پر یم کی، مجھے مان اپنا سلطان

کبھی صندل کہنا مان مراء، کبھی صندل کہنا مان



کبھی خود کو بھول کے آ

یہ دریا دیریا نھصلتیں، یہ صحر اصحر اجوگ

یہ پربت پربت حوصلے، یہ آنسو آنسو روگ

یہ ہم معصوم طبیعتی، یہ ظالم ظالم لوگ

یہاں دل میں ہوس غلام نظیں، کب روحوں کے سنبھوگ

ہم بن میں تڑپے صندلیں، پھر دریاؤں کے چیز

سب تعریفیں اک ذات کی، ہم سب عاجز، ہم پتھر

--

ہم ہنس ہنس روئیں صندلیں، ہمیں سچی راہ دکھا
ہم جس کے مارے صندلیں، ہمیں چُزی سنگ اڑا
کبھی ہاتھ نہ چھوٹے صندلیں، ہمیں اپنے سنگ چلا
کبھی خود کو بھول کے آنی صندل، خود کو بھول کے آ



یہ شہر بڑا بے درد

اک طوطا آوے صندلیں، اسے گوٹ کے چوری دوں
اک حرست دل کے بیچ ہے، کبھی ملنے آئے سکوں
کبھی تو بھی عن دل داستان، کوئی تجھ سے بات کہوں

--

ہم دکھ دردوں کی بھیڑ میں، یوں کھوئے رات ہوئی

ہم تر سے تیری دید کو، یہ گھائل ذات ہوئی
سب ہارے کھیل بھی جیت کر، ہمیں صندل، مات ہوئی

اک پل کی حرارت واسطے، ہم صدیوں رہتے سرد
ہم لوگ مسافر صندل لیں، پڑی ان آنکھوں میں گرد
یہاں کوئی نہ بانٹے درد نی، یہ شہر بڑا بے درد



ترے صندل میں قربان

یہ قید انوکھی صندل لیں، اک دکھ دردوں کی جیل
ہم مجرم پاک پریت کے، کب ہورو حوں کا میل
آہاتھ میں لے کر ہاتھنی، ہم کھیلیں پیار کا کھیل

کبھی دیکھی روحی درد کی، کبھی دیکھا شہر بجنہجور
کب سی محل مزارنی، بس بے کفني بے گور

مرے لب پر تیرا نام ہے، کچھ نین نہ دیکھیں اور

مری خاموشی کے بیچ ہے، تری خاموشی کا شور

کبھی خوابوں اندر آسیں، کبھی کر دے درشن دان

کبھی ایک جھلک دکھلا سیں، کبھی میرا کہنا مان

اک بار تو ہنس کر مانگ لے، سوبار میں دے دوں جان

تر ادول میں اور مقام ہے، تری اور ہی دل میں شان

ترے صندل میں قربانی، ترے صندل میں قربان



مجھے تیرا عشق قبول

ہم سچ کہتے ہیں صندلیں، ہمیں تجھ پر ٹھیٹھ لیتیں

ہمیں تیرے بن کب چین ہے، بس تجھ سے جڑی تسلیمیں

ہم کب اتنے محبوب نی، ہم ایسے کون حسین

جو پچ سادق ہونٹ تھے، وہاں چپ کا پڑ گیاتاں
 جہاں خوشیاں تھیں بس صندلیں، وہاں رہ گیا صرف ملال
 سکھ زلتارہ گیاریت میں، اب اُدھڑی سکھ کی کھال
 اب اس دلدل سے صندلیں، کبھی آکر ہمیں نکال

چل چھوڑ دکھوں کی بات فی، آمن میں جھوڑا جھوول
 چل اپنی زلفیں کھول فی، میں ان میں سجادوں پھوول
 اک تجھ بن سارا جگ لے، مجھے بس قدموں کی دھوول
 مجھے تیر اعشق قبول فی صندل، تیر اعشق قبول



کہیں اور کریں ارداں

پھر دکھ کے ہاتھ میں آگیا، مر اکملاء، پاگل دل
 اک سکھ کی خاطر صندلیں، مری اور بڑھی مشکل
 مجھے چین نہ لینے دے کہیں، ترا ہونٹ کے نیچے تل

کبھی لوٹ مسیحاروح کی، کبھی بیماروں سے مل

--

یہ جھوٹ فریب کا دورنی، یہاں گلیوں گلیوں خون
یہاں چھوٹا شخص کبھی دیوتا، یہاں ہر دکھ افلاطون
کوئی بولے حق کی بات جو، اسے سمجھیں سب مجنون
یہاں کب انصاف روایتیں، یہاں کالا ہر قانون

--

آ صندل جائیں دورنی، کہیں اور کریں ارداس
یہاں سچ کی بند کان نی، یہاں جھوٹ ہی سب کو راس
آسینے لگ کر روپڑیں، کبھی نکلے خوب بھڑاس
یہ دنیا اوٹ پٹاگ نی، یہاں کوئی نہ دردشناس



ترا حسن پڑے نہ ماند

یہاں اپنے اپنے حال میں، ہر شخص ہوا بر باد

یہاں ہونٹوں پر دکھ زاریاں، یہاں سب کے دل ناشاد

! کبھی مانگ دعائیں صندلیں، کبھی رورو، کرفیریاد

یہاں چھوٹی چھوٹی بات پر، دل ٹوٹے روز بروز

تجھے دیکھوں سامنے بیٹھ کے، تراچھہ دل افروز

تری آنکھوں میں سُر سازی، تری باتاں اندر سوز

مرے اندر تیری روشنی، مری راتوں کا ٹوچاند

میں دل سے دعائیں دوں تجھے، ترا حسن پڑے نہ ماند



ترا کا جل بکھر اصندلیں

ترا کا جل بکھر اصندلیں، مری آنکھیں ہو گئیں راکھ

مجھے تیرے بھرنے ماریا، ہواتن جل جل کر راکھ

ترے خوابوں اندر صندلیں، مر اکیو نکر روز ملن
تو پاس نہ ہو تو صندلیں، مراجگ میں لگے نہیں من
مری روح تو تیرے پاس ہے، مرے پاس ہے مٹی تن
مرا سارا انشاہ صندلیں، بس ٹوہی دولت، دھن

یہ دل کو روگ عجیب سے، جونت نئی کھیلیں چال
انہیں پڑ جائیں کیڑے صندلیں، انہیں آؤے خوب زوال
مجھے اپنے دکھ کب صندلیں، مجھے تیرے رنج ملال
ترے سنگ ہی بیتے عمر بھی، ترے سنگ ہی گزریں سال
سب سرد غموں میں صندلیں، تجھے بھیجوں شکھ کی شال



آمجھ سے مل کرو

میں دل کے اہو سے صندلیں، تجھے لکھ بھیجوں سندلیں

بن را نجھن جو گی صندلیں، تجھے ڈھونڈوں دیں بدیں
تری چاہت شاطر صندلیں، ملے روز بدل کر بھیں

کبھی بیٹھوں تیرے پاس نی، کبھی آئے خوب سکون
چند گھنٹیاں مجھ کو نواز دے، ترا دل سے رہوں ممنون
تجھ بن میں ایسا صندلیں، چھت بن دیوار ستون

کیا تھار و ناصندلیں، آمجھ سے مل کرو
ٹو دل سے درد بکال کے، مرے دل کے بیچ سمو
یہ آنسو اپنے صندلیں، مری آنکھوں بیچ پرو
ٹو جاگ سکوں سے صندلیں، ٹو سکھ کی نیندیں سو



آدفن کریں آلام

ہم دل والوں پر صندلیں، کیوں ظلم کرے ہر شام

آخوشیاں ڈھونڈیں صندلیں، آدن کریں آلام

تراہجر بھی چھپ کر صندلیں، ہمیں مارے سو سو تیر
ترا ایک تغافل صندلیں، مراد یوئے یینا چیر
مجھ دکھیارے کے واسطے، تری دکھڑے ہی دلگیر
مری سوہنی، سسی، صندلیں، مری ٹوہی رادھا، ہیر

تری فرقت سہہ صندلیں، مرے دل پر لگ گئے داغ
اک دل اندر یہ آس ہے، ملے تیر ایک سراغ
تجھ بن سونا گھر بارنی، تجھ بن سونا ہر باغ

آدن کریں آلام نی صندل، دفن کریں آلام



چل صندل جائیں دور

چل صندل جائیں دورنی، یہاں ذہن بہت محروم

یہاں کال ہے عجز نیاز کا، یہاں ہر انسان معبد

یہاں لا شیں ہر ہر موڑ پہ، یہاں گلیوں میں بارود

چل جائیں صندل دورنی، جہاں ہو بس امن امان

جہاں پیاس بچھے نہیں خون سے، جہاں وحشی لیں نہیں جان

جس دل میں اک انسان بھی، کبھی بُن نہ سکے حیوان

چل صندل جائیں دورنی، جہاں جھرنے بہتے ہوں

پربت میں گونجے بنیا، جہاں پر کمی رہتے ہوں

جودل کا حال بھی صندل لیں، اکھیوں سے کہتے ہوں

چل صندل جائیں دورنی، جہاں اشک نہ بہتے ہوں

جہاں سکھ ہوں راجح صندل لیں، جہاں درد نہ رہتے ہوں

آ صندل جائیں دورنی، کریں ایسے دلیں قیام

جہاں پیارِ محبت کے سوا، ہمیں کوئی بھی ہو نہیں کام
 وہاں رگ رگ اندر چین ہو، وہاں روحوں کو آرام
 وہاں ذات میں ہو تفریق نہیں، وہاں صرف پریت کا نام
 چل صندل جائیں دورنی، وہاں کر دیں عمر تمام
 یہ ظالم دنیا صندل لیں، یہاں کوئی نہ اپنا کام



اب سن لے پاک خدا

اک لے آئے پیغام بھی، ہر دریاؤں کی موونج
 مرے کمرے اندر صندل لیں، بس تہائی کی فوج
 مری جاں سے زیادہ صندل لیں، مرے ان کاندھوں پر بوجھ

کوئی رمز خدا یا کھول دے، ہمیں عشق کا ہوا دراک
 ہم پانی سے شفاف ہوں، کریں صرفِ محبت پاک
 جو یارِ ملاوے صندل لیں، ہم اُس کے پیر کی خاک

یہاں رحم کریں نہیں صندلیں، یہاں دیتے ہیں دل توڑ

یہ لوگ وفا سے دور ہیں، یہ دیتے وعدہ توڑ

یہ لوگ بخیل ہیں صندلیں، یہ ساتھ بھی دیں گے چھوڑ

آدونوں مل کر صندلیں، کریں رب سے ایک دعا

رکھ اپنے حفظہ امان میں، ہمیں جگ سے آپ بچا

اب سن فریاد ہماری بھی، اب سن لے پاک خدا



ترجمہ پاٹل ایمان

یہاں دکھ دردوں کے صندلیں، کچھ جملے بہت شدید

اب تم مت کھونا صندلیں، ہمیں تم سے آس امید

دکھ جھیلتے آئے صندلیں، نہیں طاقت اور مزید

کب وقت وہ آئے صندلیں، ہو ختم غموں کی دھوپ
ترے جی بھر نیناں دیکھ لون، تراپاک سنہری روپ

میں کتابوں صندلیں، کبھی تو بھی با تمیں کر
مرے دل میں بیٹھا صندلیں، ترے کھو جانے کا ڈر
اب آمل مجھ سے صندلیں، احساس نہ جائیں مر
کبھی خط لکھ صندل خیر کا، کبھی اپنی بھیج خبر

ترے صدقے جاؤں صندلیں، مر اُلوچور کھے مان
تو آج یہ بولی صندلیں، ترا مجھ پاٹل ایمان
بس میں تیرے قربان نی صندل، میں تیرے قربان



ہم پڑ گئے تیری راہ

تراپاک ہمیشہ صندلیں، مرے دل میں رہے آباد

میں ہو جاؤں سر شارنی، تری پل پل آوے یاد
بس ایک دعا ہے صندلیں، تجھے مولار کھیں شاد

میں ظاہر سے ہوں شاہ پر، مرے اندر ایک فقیر
میں عشق کا قیدی صندلیں، مرے پیروں میں زنجیر
اور اس پر تیرے نین نی، آمجھ پہ چلاویں تیر

ترے ایک تبسم نازنے، مرا چھین لیا ہے دل
مری جان نکالے صندلیں، ترا ہونٹ کے نیچے تل
مجھے جگ سے نفرت صندلیں، مجھے دور کہیں پر مل

ہمیں بس اک تجھ سے پیار ہے، ہمیں بس اک تیری چاہ
اب جیون چاہے ہار دیں، ہم پڑ گئے تیری راہ
ہمیں سینے سنگ لگانی صندل، سینے سنگ لگا



کبھی اکھیوں سے کچھ بول

ہم تیرے ہو گئے صندلیں، ہمیں شہر کا اب نہیں ڈر

ہم کیسے ٹھہریں صندلیں، جب لیکھوں پیچ سفر

چل چھوڑ دے چتنا شہر کی، مرے دے ہاتھوں میں ہاتھ

کبھی تہائی کومات دے، کبھی چل ناں میرے ساتھ

تجھے چاہوں ہر دم صندلیں، نادن دیکھوں نارات

میں تجھ سے جدا نہیں صندلیں، تری میرے اندر ذات

میں لوٹ آؤں گا صندلیں، یہ دنیا بھی ہے گول

کبھی میٹھی بولی بول ناں، کبھی رس کانوں میں گھول

تری کوئی نہ قیمت صندلیں، ترا کوئی نہ جگ میں مول

مرے بخت کی زینت بن گیا، ترا پیار جو ہے انمول

کبھی اکھیوں سے کچھ بول فی صندل، اکھیوں سے کچھ بول



آپل بھر روئیں صندلیں

مجھے رستے آکر صندلیں، رہے دیتے صرف فریب
 میں بدر و حوش کی قید میں، مرے دل اندر آسیب
 اس عالم میں اب صندلیں، مجھے عشق نہ دیوے زیب

ہم دریا دیکھیں صندلیں، ہمیں کون اتارے پار
 چند سکھ کے لمحوں واسطے، کیوں عمروں کے آزار
 اور اس عالم میں صندلیں، سب تدبیریں بے کار

آپل بھر روئیں صندلیں، آروئیں اور ہنسیں
 اس دیں کو چھوڑیں صندلیں، آجائیں دور بسیں
 آتھا بیٹھ کے صندلیں، آروئیں اور ہنسیں



مَنْ كُنْتُ مولاً آكُل

کبھی آروحانی صندلیں، آمجھ کو ”قول“ بننا
مَنْ كُنْتُ مولاً بولْنِي، مرے من سے بوجھہ ہٹا
آشہر نجف کی راہ میں، دیں اپنے نین بچھا

ہم گنڈڑے مندڑے صندلیں، اور پاک ازل سے وہ
فریاد کی مala صندلیں، ہم لائیں اشک پرو
مجھے درد کہیں یہ صندلیں، لے اب جی بھر کے رو

چل صندل میرے ساتھ نی، اب آکر بل کو چل
مرے چہرے پر اے صندلیں، اب خاک شفاتو مل
ہوئیے اندر روشنی، مری مشکل جاوے ٹل
کہیں دکھ کی دھوپ میں صندلیں، مری ذات نہ جاوے جل

کہیں جل نہ جاویں صندلیں، کہیں اُڑنہ جاوے را کھ

مَنْ كُنْتُ مولاً آكَلْنِي، مَنْ كُنْتُ مولاً آكَلْ



ہم تیرے بغیر اداں

تجھ بن میں سخت اداں ہوں، تجھ بن ہر شے مغموم
تری خاطر تڑپے صندلیں، مری یہ دلڑی معصوم
ترانگ ملے گر صندلیں، مراجاگ اٹھے مقوم
پھر ہم خوشیوں سے صندلیں، کبھی ہونہ سکیں محروم

تم رکھنا خاص خیال نی، کہیں ہاتھ نہ جاوے چھوٹ
یہ بد بختی ہے صندلیں، گر پر یتم جاوے روٹھ
گرد یکھیں صورت غیر کی، پھر جاویں اکھیاں پھوٹ
اک پریت ہے سچی صندلیں، سب باتیں باقی جھوٹ

تب دکھ ہوتا ہے صندلیں، جب پچھڑیں من کے میت

تب ساز ساعت چھیل دیں، جنگھا کل کر دیں گیت

ہم صندل کتنی دور سے، لے آگئے تیرے پاس
ہمیں ہر جانب اے صندلیں، بس آوے تیری بآس
ہم تجھ بن سخت اداں نی صندل، تجھ بن سخت اداں

☆

ہمیں بس اک ٹو در کار

تری محفل خاطر صندلیں، ہم بات کو دیویں ٹول
ترے دم سے جگ کی رو نقیں، تجھ بن ہر چیز ملوں
تو سامنے ہو تو صندلیں، ہم دنیا جاویں بھول
ان بانہوں میں آ صندلیں، کبھی آ کر جھولا جھول
یہ جگ کی دولت صندلیں، ہو پیروں کی بس دھول
ہم منکر ریت رواج کے، ہمیں تیر اعشق قبول

مرے سینے کاں لگا کبھی، کبھی میری دھڑکن ٹن
مری اس دھڑکن کے ساز پر، کبھی آکر تو سرد ہن
میں بکھرا بکھر اصلد لیں، کبھی میرے نکلے چن
مری خاطر میری صندلیں، کبھی تو بھی سپنے بن
اک پیڑ ہے جبر کی صندلیں، گئی روح تلک میں پھیل
کچھ لوگ بنے ہمدرد بھی، تھی ان کے من میں میل

تو پاس جو ہے پھر دور کیوں، یہ بھید تو ہم پر کھول
ہم ضبط کا دامن چھوڑ دیں، ہم کتنا روئیں بول

مرے جیون اندر صندلیں، کچھ اور نہیں بس تو
تراہر جانب احساس نی، تری ہر جانب خوشبو

ہمیں روحی میں جارول دے، ہمیں کھودے نقیبزار
ہمیں چاہے دکھ دے صندلیں، ہمیں لاکھوں دے آزار
اب کر دے تو مصلوب نی، ہمیں چاہے جتنی بار

ہمیں پھر بھی تو در کار نی صندل، بس اک ٹو در کار



بس صندل تیرے نام

یہ سانسیں تیرے نام ہیں، یہ جیون تیرے نام

یہ صحیں تیرے نام ہیں، یہ شامیں تیرے نام

مری زیریں، زبریں صندلیں، مری شد و مدار پیش

مر اڑھد، فقیری صندلیں، مرے اندر کا درویش

مری پوچا کا ہر ڈھنگ بھی، مری ہر مقبول دعا

مرے جنم سزا میں صندلیں، مری تیرے نام جزا

مرا جو ہر، فن، فنکاریاں، مری جرات میرا ڈر

مری آنکھوں میں ٹو صندلیں، مرے دل میں تیرا گھر

میں دریا ایک پریم کا، تو پانی بھرنے آئے
تو صندل میری زیست کا، مرے جیون کو مہکائے

مری ساری در دریا ختنیں، مری منزل ہر ہر گام
مرا اک اک پھر بھی صندل لیں، مری ہر صبح ہر شام
مرا ہر اک خط بھی صندل لیں، مرا اس میں ہر پیغام
مرا ہر آغاز بھی صندل لیں، اور میرا ہر انجام
اک صندل تیرے نام نی، بس صندل تیرے نام

تو دھڑکن کا سنگیت نی صندل، دھڑکن کا سنگیت
مجھے جگ سے سُندر شے لگے، اک صندل تیری پریت



باب چہارم
بول ادا سی بول

انتساب

اس اداسی کے نام جو ہمیشہ اس سے مل کر آتی ہے
اور مسلسل خاموش رہتی ہے۔

(بول اداسی بول (طويل نظم



بول اداسی بول،

بڑا نمول،

کہاں ہے میر اسانول ڈھول؟

وے کچھ تو بول

نہ جندری روں

کبھی تو پریم کی گتھی کھول



ادا سی بول--

کہاں پر لگ گئی تیری آنکھ

کہ دل میں پھیل گیا اک ڈر کہ جس سے آن ملا اک درد،

بڑا بے درد کہ جس کی بات نہ ملی جائے

یہ جیون رو رو نیز بہائے تو نکلے ہائے

مسیح اور کھڑا گھبرائے جو نکلے آہ۔

کہ جم گئی سانس

کہاں پر لگ گئی تیری آنکھ؟



ادا سی بول!

بتا اک بار

کہاں ہے میرا ڈھولن یار

کہ دنیا یار بنا بے کار

ادا سی بول!

ترے بن کون مرا غنچو ار

ملے جو سنگ تراہ بار
میں جگ سے کیسے مانوں ہار
ادا سی بول!
کبھی تو کانوں میں رس گھول



ادا سی بول!
جنوں کی کیسے بھڑ کی آگ؟
جو اڑ گئی را کھ، کہ جل گئی بات! بکھر گئی ذات
! ہمارے اجڑ گئے دن رات
یہ کیسے تو نہ بدی ذات?
کبھی لب کھول
کبھی تو پوچھ مرے حالات
کبھی تو کر لے من کی بات
کبھی تو بھول ہماری ذات
کبھی تو تھام ہمارا تھ

ادا سی بول !

ترس گئے کان

تری اب سننے کو آواز

کبھی تو بن میری ہمراز

ہمارے گیت میں چپ مت گھول



ادا سی بول !

تری ہربات ہمیں منظور

ہمارا ساجن ہم سے دور

ہوئے ہم جل کر کوہ طور

بنیں اب کن آنکھوں کا نور ؟

ادا سی بول

بھلا کیوں ساجن ہیں مجبور

بچھوڑا کیوں کمر ہے دستور

ادا سی بول

ہمیں سمجھا

ہماری کیوں نکر بدی را

ہماری جلتی آنکھوں کی نہیں کیوں خوابوں کو پروا

کہ جب سے ہجر ہوا آبادگے کیوں بنتی مقتل گاہ

بنانے کرنے جا اپنی ہمارا لوٹ لیا ہے جاہ

اداسی بول

ہمیں سمجھا

کبھی یہ بھید بھی ہم پر کھوں



ہوئی کیوں کوئی بھی خاموش

اسے ہے کس موسم کا دکھ

! اداسی بول

بتا کس بات سے ڈر گئے پیڑ

بھلا کیوں جڑ میں اتر گئی دھوپ

زمیں کیوں کھائی ان کے سامنے

کہ پھل بھی آنے سے گھر ائے

بتا کس بات سے ڈر گئی رات

کرے کیوں ہجر اکیلا شور

فضائیں پھیلی کیوں تعذیر

ہے کیوں نکر آنے میں تاخیر

بتا کیوں رات سے ڈر گئے دن

یہ روٹھا کیوں تاروں سے چاند

یہ کس کی بیوہ ہو گئی رات

اسے کیوں بھول گئی ہر بات؟

بتا کیوں لفظ ہوئے بے چین

کریں کیوں روروا تناہیں

ادا سی آج مجھے بتلا

! ادا سی آج لوں کو کھول



! ادا سی بول

سمندر، شہر، محبت، پھر، دکھوں کا قہر، رگوں میں زہر،

نظر کا دکھ، اثر کا سکھ، غموں کا جال،

کسی کے گھرے کا لے بال،

سفر کی دھول، دکھوں کا طول، غمِ معمول، رُتپے پھول،

کشندہ لب، کشندہ رو، کشندہ زلف، نین، ابرو

کوئی چوڑی، کوئی نگن، کھنا کھن کھن، کھنا کھن کھن،

وہی آزار، کبھی اک بار، کبھی سو بار، کبھی ہر بار،

گرفتہ لب، نڈھال آنکھیں، رکی سانسیں، گھنے ابرو،

شبِ بحر اک سوزش، یا بے چینی، یا بے تابی

کسی کے ہونٹ کا ہو نٹوں پر رکھا سا حسیں تختہ،

کسی کے خط، کسی کے پل، کئی لمحے، کئی صدیاں،

نشیلی رُت، کسی کی بات، کسی کا لمس، کسی کی ذات،

کسی کے ہاتھ میں رکھے ہوئے تھائیوں کے ہاتھ،

لکھتے اُس حسیں کے لب سے کوئی میٹھے میٹھے بول،

! کبھی توبول ادا سی

! آج لبوں کو کھوں



ادا سی بول!

یہ تو نے بد لے کتنے بھیں؟

بتاب اتیر آکون ساد میں؟

بتا کس حال میں ہے سانوں؟

کہ جس کے ہجر میں بیٹھے جل

وہ کس گنگری میں ہے آباد؟

بتا کیا ہم ہیں اس کو یاد؟

ادا سی دیکھ!

تو چپ مت رہ

ترے جو منہ میں آئے کہہ

ہمیں ٹو جیسے چاہے رول

مگر کچھ بول

ہمیں بتلا

کہ اب بھی اتنے ہی شیریں

ہیں اس کے لب؟



ادا سی دیکھ

یہ دل بے چین،

بتابس غمگیری ہے سانوں

کہ اب یہ ترس گئے دونین

گلی ان نینوں میں بر سات

کریں اب بین

نہ بیتے دن

نہ گزرے رین

ادا سی دیکھ

نہ یوں تڑپا

بگاڑا ہم نے تیرا کیا؟

ہوا کیا ہم سے ایسا دوش؟

کہ تو نے سادھلی ایسی چپ

کہ پھیلا خوف،

کہ بن گئے دل کے اندر زخم

اجڑگئی روح

یہ تیری چپ لے لے گی جاں

اداسی ایسے تو مت روں

ذر آب چپ کے تالے توڑ

ذر آب دھیرے سے لب کھول



اداسی بول!

یہ کیسا تو نے کھیلا کھیل

بتا کب اُس سے ہو گا میل

یہ کیسی اُس نے لگائی پریت

گئی اس بار جدائی جیت

اُسے کس بات سے آیا خوف؟

بند ھی کیوں اُس کے پیر میں ذات؟

اُسے اب کون کرے گا پیار

کرے گانیاں زار قطار
ہمارا کھے گا وہ مان؟
ہمیں وہ لے گانا پچھان؟
چھپائی کیوں نکر اُس نے ذات؟
ہمارا کیوں نکر تھا ماہا تھوڑا؟
سنے گا کون اب چنپا کار
اُسے کب جائے گی آواز
ادا سی بول ناں
! کچھ تو بول
کہاں ہے جیون کا سنگھار
کہاں ہے میرا سانوں ڈھوں
ادا سی بول ناں
! کچھ تو بول
ہماری ہستی ہے انمول
اسے مت درد میں رکھ کر قول
! ادا سی آج بیوں کو کھوں

ادا سی بول!



ادا سی جا!

نہیں اب کرنی تجھ سے بات
کہ تو نے توڑا خواب کا دل
گئی تو سب دکھڑوں سے مل
ملائے تو نے درد سے ہاتھ

ادا سی جا

ہمیں اب روز ملانہ کر
کہ تیری باتیں بہت عجیب
کہ تیری ہستی ہے بے چین
یہ تیری روح میں پھیلا سو گ
یہ تیری بستی میں ماتم

ادا سی جا!

کسی اب اور گنگر بھی جا

کہ تیرے ہاتھوں ہم معزور
ہمارا بہر اہو گیا دل
ہماری گونگی ہو گئی آنکھ
ہمارے اندر ہے سب جذبات
ادا سی جا!
کس کی یاد چ را کر لा
کسی کے خواب سجا کر لा
کسی کی آنکھ بننا کر لा
ہمارے نین وہاں لے جا
اُسے کچھ اشک د کھا کر لा
ہمارے اشکوں میں اُسکی
اُسے تصویر د کھا کر لा
ادا سی جا!
اے بتلا!
کہ ان آنکھوں کو تو پیچان
کہ ان میں اب بھی سلامت ہیں اُسی کے خواب، اُسی کی ذات

اُ سے بتلا!

کہ دیکھ ان نینوں کو پچان
ترے بن گونگے ہو گئے نین
اب ان سے کون کرے گا بات

ادا سی جا!

اُ سے اک بار بتا کر آ
ہمارا بہر اہو گیا دل
یا تو نے دی نہ ہمیں آواز
ادا سی جا!
اگر ہم روٹھ گئے اک بار
کبھی نہ تجھ سے کریں گے بات!



ادا سی سن!

ہمارے سینے کا ان لگا
ذر اسن دھڑ کن کا سکنیت

کہ جس سنگیت کے ہر سر میں

سجائے ہے اُس مدد و شکار کا نام

ادا سی سن تو لے اک بار

ہیں کتنے میٹھے میٹھے بول

ہے کتنا میٹھا اُس کا نام

ادا سی کان لگا کر سن

ادا سی آج ہماری سن

کہ ٹو ٹو صدیوں سے ہے چپ

تری تو سانسیں اجر آگیت

تری تو بانہوں میں ماتم

نجانے کیسا تجھ کو غم

ادا سی آج ہماری سن

ادا سی آج ہماری مان

ذر اسنگھار تو کر کے آ

ذر اان بکھرے بالوں کی

کوئی ترتیب لگا کر آ

ادا سی آج ہماری مان!

ادا سی آج ہماری سن!



! ادا سی بول

یہ تیر اکیسا میل ملا پ

کہ جس سے پنے ہو گئے چاک

اتر گئی خوشیوں کی پوشش ک

ہوئے ہم خاک

کہ اڑ گئی نیند

بگڑ گئے خواب

نچھڑ گئی رات

اجڑ گئے دن

بکھر گئی سانسوں کی ہربات

تڑپ گئے نین

گیا سکھ چین

سمٹ گئی دھڑکن کی آواز
ہوا بھی پھرتی ہے ناراض
کہ چھڑ گئے ہر ٹو ٹو غم کے ساز
دکھوں نے کھول دیے سب راز
سکھوں نے پہن لیے آزار
ہوئے ہم جینے سے بیزار
نگاہیں ڈھونڈ رہی ہیں یار
تلاشیں ایک ادھورا یار
مچھڑ گئے یار
اتر گیا مہندی کا وہ رنگ
بچھڑ گئی پھولوں سے خوشبو
وہ کوئل بھول گئی ہر مر
کہ سونے ہو گئے سارے باغ
اداسی بول
یہ تیر اکیسا میل ملا پ



اداسی بول !

یہ تیر اکیسا چال چلن

کہ جل کر راکھ ہوا یہ تن

ہوا مفلونج ہمارا من

کہ دکھ گئی موت

لحد کے سب رستے سنان

ڈلی ہو جیسے ان میں جان

لگیں ہم خود کو خود بے جان

وہ رستے ہم پر ہستے جائیں

کہیں، اب رو! اور اتنا رو کہ مشکل ہو جائے آسان

مگر پھر آنسو بھی نا آئیں

پڑے پھر سینے پر اک بوجھ

کہ جس کا بار اٹھانہ پائیں

کھڑا ہوتا ن کے سینا بھر

سواس کے پیر میں جھکتے جائیں

کہیں آمل!

ہمیں اپنا

گلے سے لگ!

اٹھاہم کو

کہ ہم یہ بوجھ اٹھانے پائیں

مگر وہ ہم سے پوچھے ذات

اسے کس منہ سے ذات بتائیں

ہلاکیں تھوڑے سے بھی لب

زبال پر چھالے بنتے جائیں

بتاہم کس کو پاس بلا کیں

کسے اب اپنا حال سنائیں

ادا سی!

تو ہی اب کچھ بول

بتا اک بار

یہ تیر اکیسا چال چلن



ادا سی بول! اور اتنا بول،
 کہ کچھ بھی اور نہ سننے پائیں
 تو اتنا بول کہ تجھ کو غور سے سننے جائیں
 !ادا سی بول



ادا سی آ!
 ہمیں اپنا
 کہ تیرے سینے سے لگ جائیں
 ترے ہم صدقے واری جائیں
 ترے ہم ایسے بال بنائیں
 کہ جڑ دیں پھول
 کہ جن سے ہر دم خوشبو آئے
 تری ہر سانس مہکتی جائے
 !ادا سی آ!

تری ہم مانگ میں چاند سجائیں

کریں ہم تجھ سے اتنا پیار

بھلا کر اپنی، تیری ذات

کہ ٹوپھر دن دیکھنے نہ رات

بکھرتی جائے

کسی کو لیکن راس تو آئے

ادا سی آ!

ترے ہم اتنے ناز اٹھائیں

ترے ہم آنسو بھی پی جائیں

مگر ٹوراس کبھی تو آ

ادا سی آ!

ہمارے پاس کبھی تو آ!



ادا سی بول!

ترا کیوں جنگل سے ہے بیر؟

ترے کیوں زخی زخی پیر؟
تری کیوں گھائیل گھائیل سانس؟
ترے کیوں بکھرے بکھرے بال؟
تری کیوں درد بھری ہے چال؟
یہ کس نے لوٹا من امان؟
یہ وحشی کس کی لے گئے جان؟
کیا ہے کس نے ہوا کاخون؟
بہائے سورج نے کیوں اشک؟
جلایا کس نے چاند کا گھر؟
گلی اب کیوں تاروں کو آگ؟
یہ لگ گئی کیوں بارش کو پیاس؟
اجڑ گئے کیوں ساون کے لیکھ؟
نکل گئی کیوں دیوار سے روح؟
زمیں کیوں کھانے لگ گئی پیڑ؟
ادا سی بول!
بتا کیا اس میں تیرا دوش؟

ہمیں توسب کچھ ہے معلوم

اکہ تو ہے ازلوں سے معصوم



اداسی بول!

کبھی کچھ اپنے بارے بول

بتا دے کون سا متیر اگاؤں

وہاں کیا ہے پیڑوں کی چھاؤں؟

بتا ب تیرے کتنے میت؟

لگائی کیا تو نے بھی پریت؟

بتا کیا تجھ سے بچھڑے یار؟

ہوا کب تجھ کو پہلا بیار؟

کبھی تجھ سے بھی روٹھا دن؟

کبھی کیا سہی تجھ سے رات؟

کبھی کیا ٹوٹے تیرے خواب؟

ہوئی کب آنکھوں سے برسات؟

ہو اکیا تیرے دل میں درد؟

تجھے کیا بھولے اپنے سکھ؟

بتا کیا آڑے آئی ذات؟

بتا ب کیسے ہیں حالات؟

تو ہم سے اپنے دکھ سکھ چھوٹ

کہ کھل کر من کی باتیں بول

! ادا سی بول

! کبھی کچھ اپنے بارے بول



! ادا سی چھوڑ

ہمارا ب تو پیچھا چھوڑ

نہیں ہم اب تیرے قابل

کہ ٹوٹا دل

کہ جڑ کئے غم

نہ اس کی زلف کے نکلے خم

ادا سی چھوڑ

تو منہ مت لگ

ہمیں ٹو اور اب یاد نہ کر

ہوئے ہم پہلے ہی برباد

اجڑگئی دھوپ

چرایا کس نے اس کاروپ

ہمیں اب اپنے حال پر چھوڑ

! ادا سی جا

ہمیں اب ملنے بھی مت آ

ہمیں اب خود سے کر لے دور

ادا سی چھوڑ ہماری جان

کھڑے اب اور نہ کر طوفان

ادا سی چھوڑ ہمارا تھ

نبھایا تو نے کیسا ساتھ

ادا سی چھوڑ ہمیں اب جا

ہمارے رُخ سے نین ہٹا



ادا سی دیکھ!

گئے ہم ہار

ہماری آنکھیں زار قطار

ہمارے پیر میں چبھ گئے خار

ہمارے جی سے اتر گئے دن

ہمارے سر پہ اٹک گئی رات

ادا سی دیکھ!

نہیں اب آنکھوں میں ہمت

نہیں اب زندہ بھی جذبات

ادا سی دیکھ!

کہ ہم نے جوڑے اپنے ہاتھ

ہماری بخش دے اب تقدیر

ہماری روتنی ہے تقدیر

ادا سی دیکھ اسے بھی دیکھ

وہ ہم سے سمات سمندر دور

ہمارے اندر ہم سے دور

کہ اب تو آنکھ ہوئی بے نور

ادا سی! ہم سے روٹھایار

ادا سی دیکھ! گئے ہم ہار



ادا سی جا!

ہمارا لے جاتو پیغام

ہمارے اک سانوں کے نام

ہمارے پیار بھرے جذبے

تو اس کے ہاتھ تھما کر آ

کہ اس بن سب جذبے بے چین

نہ ہم کو لینے دیں آرام

ہمیں اب جانا ہے اس پار، تری اس دنیا سے بھی دور

یہاں ہم رہتے ہیں مجبور

وہاں ہم رکھیں گے پھر آس

کسی کی دلکشیں گے ہم راہ

ادا سی جا!

اسے پیغام تودے کر آ

اسے بتلا!

پیاس کے پاس نہیں اب وقت

سکھی تو رہ گئی کون سے دل میں

تو اپنے ہو نٹوں کا اک لمس تو واپس بھیج

کہ جس سے مشکل ہو آسان

ہماری آخر نکلے جاں

ادا سی جا!

اب مکھڑا موڑ،

ادا سی ہم سے ناتھ توڑ !

☆☆☆

باب چشم

مصابب

(نشر و نشری نظمیں)

انتساب

تیسی کاٹنے والوں کے نام



بیداری مصائب کا جنم

آنکھ کھل گئی

جانے کس کی مرضی سے اور نہ جانے کیسے

کھلنے کے بعد احساس ہوا

کہ اس میں اپنی مرضی تو شامل ہی نہیں تھی

مگر پھر اسے کوئی مصلحت جان کر خاموش ہو گئے

بیوں ہے تو بیوں ہی سہی

تسلیم کر لیا۔۔۔ مان لیا

اور عادی ہو گئے

مگر کبھی کبھار کھلی آنکھیں بھی زیادہ کچھ دیکھ نہیں پاتیں

زیادہ کچھ میں بہت کچھ ہو سکتا ہے

بہت کچھ میں ۔۔۔

جیسے کسی ایسے کا بچھڑ جانا

جس کا ہمارے ساتھ بہت ہی گہر اناٹہ ہو

خونی رشتہ یا احساس کا

اور پھر پچھتاوے کا احساس

? کہ آنکھیں کیوں کھلیں

اب جانے یہی بیار، آزدہ اور پریشان حال آنکھیں بند ہو جانے سے پہلے

نہ جانے کتنے مصائب مزید دیکھنا پڑیں گے

خوشی بھی تو کسی شے کا نام ہے

خوشی مل بھی جائے

تو اسے کہاں تک دیکھا جاسکتا ہے

خوشی محسوس کرنی چاہئے

خوشی دیکھتے رہنے سے آنکھوں سے او جھل ہو جائے

تو پھر سے پچھتاوے کا احساس

? کہ آنکھیں کیوں کھلیں

اچھا شاید کچھ لوگوں کو خوشیاں راس بھی آ جایا کرتی ہیں

ہم نے تو ایسا کئی بار سنا

بہت سے ایسے لوگوں سے

جو کبھی خوش نہیں ہوئے

اور شاید ہونا بھی نہیں چاہتے

عجیب بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی خوشیاں تلاش نہ کر جائے
دوسروں کی خوشیوں پر نظر جائے رکھتے ہیں
اور ہر کسی سے بس بھی کہتے پھرتے ہیں
کہ فلاں کو خوشیاں کیسے راس آگئیں
اور یہی بات انہیں مزید اداس کر دیتی ہے
شاید اسے ”حسد“ بھی کہتے ہوں
مگر دکھ میں خوشی تلاش کر لینا
اور محسوس کر لینا بھی خوش آئندہ بات ہے
مگر ہم بھی کیا عجیب ہیں
ناکسی کی خوشیاں دیکھتے ہیں
ناکسی سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ لوگوں کو خوشیاں کیسے راس آجائی ہیں
دکھوں میں خوشیاں بھی تلاش کرتے ہیں مگر مل نہیں پاتیں
خوشیاں دیکھے ایک مدت بیت پچھی ہے
اب تو ہمیں یہ بھی یاد نہیں کہ خوشیوں کی شکل کیسی ہوتی ہے
خوشیوں کی آنکھوں کا رنگ کیسا ہے
خوشیوں کے ہونٹ کیسے ہوتے ہیں

خوشیاں بُنستی بھی ہیں یا نہیں
اور خوشیوں کے اگر آنسو ہوتے ہیں تو کس رنگ کے
اور یہ بھی سوچتے ہیں
پتہ نہیں اب دنیا میں خوشی موجود بھی ہے یا نہیں
یہ سب سوچتے ہیں تو روح کے بہت اندر تک درازیں پڑ جاتی ہیں
اور پھر سے چکھتاوے کا احساس
کہ آنکھیں کیوں کھلیں؟
کوئی ایسا بھی نہیں ملتا کہ بے چینیوں کا جواب دے سکے
یاد کھوں کا جواز دے
یا آسانیوں کا کوئی رستہ بتا دے
یا پھر بس بیہی بتا دے کہ آنکھیں کیوں کھلیں؟
کیوں کہ اس میں اپنی مرضی تو شامل نہیں تھی۔



اے دکھاۓ میرے مجازی خدا

شام کی باتوں میں آئے ہوئے میرے دن

اور رات کی بے چینیوں کو نظر انداز کر دینے والی بے مراد سورج کی پہلی کرن
نئی امید سے کیا ہوتا ہے؟

امید تو اس امید ہے جو لگائی جاسکتی ہے یا پھر رکھی جاسکتی ہے
کئی امیدیں یوں نہیں میرے گھر کے

تقریباً ہر کونے میں
کہیں ناکہیں پڑی ہوئی ہیں
ہر نئے سورج کے ساتھ نئی امید
شاید میں بے وقوف بنتا ہتا

اگر میں نے محسوس نہ کیا ہوتا کہ امید تو امید ہوتی ہے
اور اگر یہ پوری ہو جائے پھر تو امید ختم۔۔۔

امید تو تب تک امید ہے
جب تک ادھوری رہے یا پھر یوں کہہ لو کہ پوری نہ ہو
میں کبھی ودونہ نہیں ہو سکوں گا
میں دکھ کے نکاح میں ہوں
میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا جب میں نے تین مرتبہ

”قول ہے، قول ہے، قول ہے“

کہا تھا-----

بہت زیادہ یاد نہیں ہے مگر مصائب کی گھڑی تھی

ہر طرف سے میں کی آواز میں سنائی دیتی تھیں

دو سال کی عمر میں ہی دکھ سے بیا ہے جانے والے بد نصیب کو جھلا یاد بھی کیسے ہو سکتا ہے

دکھ مجھ سے انٹ محبت کرتا ہے

ٹھیٹھ، پکی، اور مضبوط

کبھی نہ ختم ہونے والی

لازوال---جنون کی حد تک

میرا محافظ---میرا دکھ

میرا مجازی خدا----

مجھے خوشیوں سے ہر آن بچانے والا

بے قرار یاں میری مانگ میں بھردینے والا

دکھ مجھے اپنی آنکھوں سے او جھل نہیں ہونے دیتا

اور شاید میرا بھی اس کے سوا کوئی نہیں

ضدی ہے میری بات نہیں مانتا

مگر بس میر اپنا ہے۔۔۔ میر امیاز کی خدا۔۔۔

اور اسے مجھ سے امید ہے

کہ میں کسی نئے دکھ کو جنم دوں

تاکہ اس کی نسل زندہ رہ سکے

مگر میں اسے یہ بات نہیں سمجھا پاتا کہ امید کا ہمیشہ پورا ہونا

یا کسی کا امید پر لازماً پورا اتنا ضروری تو نہیں ہوتا۔۔۔

آخر میں کب تک تمہارے ساتھ سانس لیتار ہوں گا

جس طرح میرے گھر کے کونوں میں پڑی ہوئی امیدیں

جو ابھی تک پوری نہیں ہو سکیں

شاید اسی طرح تمہاری امیدیں بھی پوری نہ ہو سکیں

شاید میں ان پر پورانہ اتر سکوں

شاید میری سانسیں تمہاری سانسوں سے بہت کم ہوں

! مگر اے میرے وفادار دکھ

میں اتنا جانتا ہوں

کہ تمہاری امید پوری ہو یا نہ ہو

میری سانس ختم ہو سکتی ہے

مگر میں وِدوا نہیں ہو سکتا
کیوں کہ تم ہی تو ہو جس نے مجھے زندگی کے ہر موڑ پر اپنے سینے سے لگایا
اور مجھے سہارا دیا
مجھے مشکلوں میں سجا سنوار کر بٹھایا
بد نصیبوں، اور مصائب کے زیورات پہنانے
جیسے کوئی نئی نویلی دلہن---
اب مجھے بھی تمہارے ساتھ جینا آگیا ہے
اور اگر میں چاہوں بھی تو تمہیں اپنی آنکھوں سے اوچھل نہیں ہونے دے سکتا
اے میرے دکھ
اے میرے مجازی خدا !



آگی عذاب ہوتی ہے ؟

مدرسون کی داستانیں بھی اپنی جگہ عجیب ہیں

کتاب کی اہمیت پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں

علم کتاب میں موجود ہوتا ہے

مگر غور و فکر؟؟؟؟

غور و فکر کہاں موجود ہے

وجود ان کی کیفیات اور شعور؟؟

خدا کے بارے میں بہت سے لوگ اپنی الگ الگ رائے دیتے ہیں

الگ الگ انداز سے

جو کوئی خدا کے متعلق فاسنے بیان کر کے اپنی تمام تر فہم و فراست کا استعمال کرنے کے بعد

تحک ہار کر بیٹھ جاتا ہے

بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ

”تم اک گور کھدھند اہو“

کچھ لوگ تو ایسے کبھی ہیں جو منصوری مکتبہ فکر کو اپنا لیتے ہیں

اور ہر فاسنے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں

کچھ کا کہنا ہے وہ سرے سے موجود ہی نہیں

اور کچھ اسے شہرگ سے زیادہ قریب مانتے ہیں

آگئی کیا اسی کو کہتے ہیں؟

کئی فرقوں میں بٹ جانا

اپنی اپنی طرح سے بس خدا کو کسی بھی طرح کامان لینا

یا پھر اس کی بھی ہوئی کتاب جو کہ تمام فرقوں کے لیے بس ایک ہی ہے کہ جو آخری ہے

اس میں سے بھی ایک دوسرے کو غلط ثابت کرنے والی

کوئی نہ کوئی بات نکالنے رہنا؟؟

آج کے دور میں

اگر اسی کا نام آگئی ہے تو واقعی سچے عذاب ہی ہے

جو اذہان پر بد ستور مسلط ہے اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے

ایک دوسرے کے لئے نفرت

عذاب کی، ہی تو ایک شکل ہے

محبت تو رحمت ہے

رحمت اللعلین تو سر اپا محبت تھے،

محبت ہیں۔۔ اور ہمیشہ رہیں گے۔۔

مگر یہ آگئی اور غور و فکر کے نام پر

اپنے جیسے کسی دوسرے شخص کو جو اسی خدا کو مانتا ہو

اور اس کے عقیدے کو غلط ثابت کرنے کے لیے

خدا کی بات کو دل میں بنالینا
آگہی کی بجائے گمراہی تو ہو سکتی ہے
آگہی نہیں ---

خدا کو ہر دم اپنے ساتھ محسوس کر لینا
اور سکون پاجانا ہی آگہی ہے
اور یہی ایمان کی معراج ہے



‘میں، یعنی بد نصیبی کا عشق

سکون کی بُلی دے دو
ہر پنے پر لکھا ہوا ہے
کتابِ نصیب عجیب سے عجیب تر ہے
بس اُسی کو چلتے رہنا کہتے ہیں جب پاؤں ساتھ چھوڑ دیا کرتے ہیں
اُسی وقت چلتے رہو، جب چل نپاؤ
یادوں کی سیکلاخ چٹانیں راستے میں آئیں گی
چھوٹی چھوٹی دوریوں کے کچھ بڑے بڑے پتھر

کنکریوں کا جھیس بدل کر اکثر راہوں میں پڑے ہوتے ہیں

ان سے دانستہ ٹھوکر کھاؤ

اور دھرم سے گرپڑو

مگر پھر اٹھنے کی بہت رکھنے کے باوجود بھی

مت اٹھو۔۔۔

ورنہ مزید آگے چلتے ہوئے

انجمنی ٹھوکر کھا کر گرپڑما

ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے

اور پھر چلنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا

مگر اُسی وقت چلانا پڑتا ہے

چلتے رہنا پڑتا ہے

اسی حالت میں چلتے رہنے ہی کو تو چلنا کہتے ہیں

اور ویسے بھی نصیب عجیب ہی ہوتے ہیں

کبھی کبھی انہیں سمجھنے کے لیے

نا سمجھ ہونا بہت ضروری ہو جاتا ہے

شاید تم میری بات سمجھ نہیں سکو

مصابب گزرنے کے بعد بھی شاید ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتے

میں تو سکون کی بلی دینے کے حکم کی تعییل کی خاطر چلا

اور دھرم سے گرپڑا۔۔۔ دانستہ

پھر اٹھا اور گر نہیں پایا کسی انجامی ٹھوکر کی دھمکی کے ڈر اور اٹل فیصلے سے بھی

آخر کار منزل پر پہنچ ہی گیا

اور وہاں نامرادی نے میرا استقبال کیا

اور ہنسی خوشی مصابب نے مجھے گلے لگالیا

مجھے دیکھتے ہی بد نصیبی کو مجھ سے عشق ہوا

اور اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کروہ بس میری ہو کر رہ گئی



آشنائی

میں تمہیں بالکل بھی نہیں جانتا تھا

ذرسا بھی نہیں

میں بہت خوش رہا کرتا تھا

مجھے تم سے محبت تھی

مگر میں خوش تھا

میں تمہیں بالکل بھی نہیں پہچانتا تھا

مگر پھر بھی مجھے تم سے محبت تھی

اور ہر اُس شے سے زیادہ محبت تھی

جسے میں اچھی طرح پہچانتا تھا

مگر پھر اچانک کہیں سے دشوار یوں، دکھوں اور مصیبتوں سے لدا ہوا گرم دن

میرے پر سکون جیون میں آن پکا

(وہ جیون جس میں ایک نا ایک بے قراری تو ہمیشہ رہتی تھی)

اُس دن میں نے تمہیں ٹھیک سے پہچان لیا

میں نے اچھی طرح سے تمہیں جان بھی لیا

مگر میری محبت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی

تمہیں پہچان لینے کے بعد بھی

مگر اب میں بالکل بھی خوش نہیں ہوں

اس آشنائی نے

مجھے بہت اندر تک

توڑتاڑ کے رکھ دیا ہے
اور میری سانسوں کو جڑوں تک سے مفلوج کر دیا ہے
میرے جذبات کسی برفلی چٹان میں گاڑ دیے ہیں
اور مجھے کبھی نہ ختم ہونے والی بے چینی کی بانہوں میں
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باندھ کے رکھ چھوڑ دیا ہے
گُر میں اب بھی تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں
اے میرے بد نصیب دکھدار !!!



جس

باہر گلی میں بڑی چھپل پہل تھی
سرک پر بھی گاڑیوں کا ہجوم تھا
بڑی خوشگوار فضا تھی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہواں میں محبت کرنے والوں کے جذبات کو
چھپر چھپر کر گزر رہی تھیں

ہر چہرے پر مسکراہٹ تھی
دلوں کا حال تو خدا ہی جانتا ہے
میں تو وہی بات کر رہا ہوں
جو میں دیکھ رہا تھا،
سن رہا تھا اور شاید محسوس بھی کر رہا تھا
میں خدا تو نہیں ہوں
نا میں کبھی اُس سے ملا تھا یا شاید ملا بھی ہوں گا
مگر کیا فرق پڑتا ہے
جب میں دلوں کا حال نہیں جان سکتا
ناہی میں خدا سے پوچھ سکتا ہوں
میرے خیال میں اسے یہ اچھا بھی نہیں لگے گا
کہ میں اُس سے دوسرے لوگوں کے دلوں کا حال پوچھتا پھر ووں
اور اگر اسے اچھا بھی لگے
پھر بھی کیا فرق پڑتا ہے
دوسرے لوگوں کے دلوں کا حال جان کر،

گلی، سڑک، نخو شگوار فضا، ہوا، محبت، جذبات، چہرے اور مسکراہٹ کے کہیں، بہت اندر

چھپا ہوا درد

اور دل کی گہرائی میں موجود جس کو تو کسی طور بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم نہیں کیا جاسکتا

--

اگر خدا نہ چاہے۔

☆

بیوہ

اف میرے خدا !

یہ کب ہوا اور کیسے ہو گیا

سب کچھ عقل سے ماوراء ہے

اُس بیچاری کا خاوند مر گیا ہے

جسے مٹی کے چولھے پر کھانا پکانے کی خاطر

لکڑیوں کو آگ لگانا بھی نہیں آیا کرتا تھا

اور وہ بیچاری، مصیبت ماری

اپنا ہاتھ جلا لیا کرتی تھی
اس پر بھی اسے طعنہ وطنز کے نشرون کو
اپنے سینے میں اتارنا پڑتا تھا اور
زندگی کی بس اسی ایک امید کے آمرے
سب کچھ چپ چاپ سہتے رہنا پڑتا تھا
نشتر بھی ایسے دیے اف ----
الفاظ کے نشتر کس قدر سخت ہوا کرتے ہیں ناں
آگئی شہر سے ---- ”
مفت کی روٹیاں توڑنے ---
مال باپ نے اتنا نبیل کیا۔۔
” کہ کچھ سکھا کر بھیجتے۔
! اف میرے خدا
اُس کا خاوند مر گیا ہے اور امید کی شمع گل ہو چکی ہے
اس شکستہ، لاچار، خستہ حال، بد نصیب اور بے چاری کو دیکھ کر
ہر کوئی یہی کہتا جا رہا ہے
” بڑی صابرہ عورت ہے --- ابھی تک زندہ ہے --- ”

بے چاری،
اللہ اس کے حال پر حم کرے۔۔۔



میرا چپ چاپ خدا

خدا بھی تک خاموش ہے
کتنا چپ ہے۔۔۔
وہ کسی سے بھی ڈرتا نہیں ہے۔۔۔ وہ بہت بہادر ہے
کوئی بھی اس کی برابری نہیں کر سکتا
اسی لیے شاید وہ کبھی سامنے نہیں آتا
میں نے دریا کے کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھا تھا
مجھے یوں لگ رہا تھا دریا کا دوسرا کنارا
آسمان کے ایک کنارے سے ملا ہوا ہے
میں نے پھر خدا کو بہت آوازیں دیں
مجھے لگا وہ شاید بہاں سے میری صدائے گا اور مجھ سے بات کرے گا

مگر مجھے وہاں سے بھی اُس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا

پھر مجھے کسی نے بتایا

پاگل تم نے سامنے نہیں پڑھی؟

آسمان کا کوئی کنارہ نہیں ہے

یہ تو مختلف طرح کی گیسیز مل کر یہ نیلا سارنگ بنادیتی ہیں

اور زمین گول ہے تم ایک حد سے زیادہ اسے نہیں دیکھ سکتے

میں پریشان ہو گیا

پھر میں ایک مولوی کے پاس گیا

وہ خدا کا درس دیتا تھا

میں نے اس سے پوچھا خدا آکھاں رہتا ہے

تو اس نے کہا وہ ساتوں آسمان پر ہے

میں اور زیادہ الجھ گیا

میں اٹھا اور واپس آگیا

میں نے سوچا ایک ہی آسمان پر جانا میرے لیے ناممکن ہے

تو پھر ساتواں آسمان-----

پھر مجھے ایک بہت نورانی چہرے والے بزرگ ملے

تو انہوں نے کہا

وہ تو دل میں رہتا ہے

”میں نے جیران ہو کر پوچھا، ”اتنا بڑا دل میں؟؟؟؟ دل میں؟؟؟؟“

تو انہوں نے مسکرا کر کہا،

”ہاں وہ توجہ انوں میں بھی نہیں سامسکتا، مگر اپنے بندے کے دل میں سامسکتا ہے“

پھر میں کچھ تھوڑا بہت مطمئن ہو گیا اور ان کی باتوں سے تھوڑا متاثر بھی

بڑی نرمی سے مجھے سمجھا کرو وہ اپنی راہ پر چل پڑے

پھر میں اٹھا اور واپس آگیا

اور واپس آ کر جب میں اُس سے بات کرنے کے لیے اپنے دل میں صدالگانے ہی والا تھا

تو اچانک میرے ذہن میں یہ خیال آیا

میں تو اپنے دل کی بات ہی اُس سے کرنا چاہتا تھا

اور اگر وہ دل میں ہے تو کیا اُسے اتنا بھی معلوم نہیں

کہ مجھ پر کیا قیامت بیت رہی ہے؟

اور اگر وہ سب جان کر بھی خاموش ہے

تو یقیناً اس میں کوئی ناکوئی حکمت ضرور ہو گی

جس کا جاننا شاید میرے لیے ضروری بھی نہیں ہو گا

اور مجھے اچھا خاصا صبر کر کے اجر حاصل کرنا ہو گا
اور پھر مجھے اُس کی تعریف کرنا ہو گی
جس سے وہ بہت خوش ہو جائے گا
اور مجھے جنت میں وہ کچھ عطا کر دے گا
جس کی مجھے اس دنیا میں بھی شاید ضرورت نہ پڑی ہو گی
مگر وہ یہ سب خاموش رک کر کرے گا
اور مجھے اسے پکارتے رہنا پڑے گا
اس سے ناراض ہو جانے میں شاید میرا اپنا ہی نقسان ہے
اور اُس کے ناراض ہو جانے میں تو بلاشبہ میری ہی بر بادی ہے
! تو پھر اے میرے چپ چاپ، خاموش خدا
مجھے بس اتنا ہی بتا دو
کہ تمہیں میرے بولتے رہنے پر یا پھر
میرے مسلسل خاموش ہی رہ جانے پر
اعتراف کیوں نہیں ہے ؟؟؟
----- ایک گھری اور طویل خاموشی ----- ()
اور وہ ابھی تک خاموش ہے -----



اختلاف

عجیبِ مصیبت ہے،

عادت کا ہونا بھی، نہ ہونا بھی۔۔۔

ساحرہ! ساحرہ! پکارتے رہنا،

چیختے اور چلا تے رہنا

ڈھیٹ پن کی کمزوری کہیں مر گئی ہے۔

نیندیں تباہ کرتے پھرو،

خوابوں کی دیواریں شہید کرتے جاؤ،

رنجگوں کے سنگ رنگر لیاں مناو،

آسان لگتا ہے تمہیں؟؟؟

میں نے جو چاہا تم نے کر لیا،

میں جو چاہوں گی تم کرتے رہو گے؟

میں نے قرب میں سہولت سمجھی،

تم قریب چلے آئے۔
مجھے دور ہو جانا چاہیے،
تم دور نہیں ہوئے۔
دور نہیں ہوئے، مجھے قریب آنا پڑا
قریب آنا پڑا، دوری بر امان گئی۔---
دوری بر امان گئی،
قرب نے منہ پھیر لیا۔
وفا، محبت و غیرہ وغیرہ
ایسا کچھ تھا کیا؟
یقین تو ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکا
ایسے میں تم چلے آؤ،
میں تو نہیں چاہتی۔--
ہاں، میں نہیں چاہتی
تم کوئی الزام میرے نام کرتے رہو
ہاں، میں نہیں چاہتی
عادتیں اپنا آپ دکھانے لگیں

سب ایک ہی مٹی سے تو بنے ہیں

سب ایک سے ہی تو پیں

میں بھی

اور تم بھی۔۔

میں نے خاموشی سے سب سن لیا

سب سن لیا،

مزید خاموش ہو گیا،

خاموش ہو گیا اور سوچ لیا

سوچ لیا مگر کہہ نہیں پایا

قریں تو سب کی مختلف ہی ہوتی ہیں۔۔۔



تم کہاں چلے گئے ہو؟

تم کہاں چلے گئے ہو

برس بیت گئے ہیں ۲۳

تم لوٹے نہیں ہو
یہاں کچھ اچھا نہیں ہے
ہوتا بھی کیوں
تم جو نہیں ہو
تم بہت اچھے تھے
اور یہاں اچھا کیا ہوتا
میں نے بہت کچھ دکھانا ہے
بہت ساری چیزیں
میں نے تمہارا پیار دیکھنا ہے
بہت سارا پیار
میں اداس نہیں ہوں
میں اداس نہیں ہوتا
میں تمہیں یاد کرتا ہوں
میں روتا بالکل بھی نہیں
مگر پھر بھی
پھر بھی کچھ ناکچھ ہے

جو میرے دل پر گرتا ہے
آنسو تو وہ جو آنکھوں سے بیس

مگر انہی جیسا کچھ
میں قطرہ قطرہ محسوس کرتا ہوں

اپنے اندر
دل پر کچھ گرتا ہے
اور ٹک کر اندر ہی اندر خشم ہو جاتا ہے
میری روح میں اضطراب کا بازار گرم ہو جاتا ہے

میں نے تمہیں اس کے علاوہ

اور بہت بچھ دکھانا ہے

تم کہاں چلے گئے ہو؟

تم لوٹ کیوں نہیں؟

تم لوٹ کیوں نہیں آتے؟

تم کیوں چلے گئے ہو؟



ایک مسلسل اجڑی ہوئی کہانی

میری دیرانی پر ہنسنے والے تمام لمحات کی بد تمیزیاں

میں نے لکھ رکھی ہیں

ہوانے میرے کان میں جتنی بھی بے ٹگی باتیں

تمہارے بارے میں کہی تھیں

میں نے تمام کی تمام

چادرِ طیش و غصب اوڑھ کر

ان زخمی ہاتھوں سے ضبط کی دیوار پر

کمل زور سے دے ماری ہیں

افسوس کہ نہ یہ ٹوٹ پائیں

نہ میرے ہاتھوں کہ زخم بھر پائے

کیا تم جلدی میں کچھ بھول گئے ہو؟

جو بس مجھے یاد رہ گیا ہے

یا پھر تم یاد سے کچھ لے گئے ہو

جسے میرے پاس ہی رہنا چاہیے تھا

اگر تم کہو

تو سال میں دو مرتبہ

یعنی چھ مہینوں میں ایک خط تمہارے نام لکھ دیا کروں؟

صرف لکھا کروں گا

اور پھر ایک سال میں لکھے ہوئے وہ دو خط

اگلے سال کی 4 جنوری کو شیخ مہورت مان کر

اپنی ذات میں موجود ایک عکس،

(جو کبھی میرا تھا ہی نہیں)

نکال کر باہر رکھوں گا

اور تمہاری یادوں کی ماچس میں رکھی ہوئی چند لمحات میں لپٹی ہوئی ایک تیلی سے

آگ لگا کر

وہ دونوں خط اس میں جلا دیا کروں گا

بپلو!

کیا تمہیں منظور ہے؟

میں نے تمہیں اس سال 2 خط لکھے

پہلے چھ مہینوں میں لکھے گئے ایک خط کے تمام الفاظ نے

اگلے چھ مہینوں میں لکھنے گئے دوسرے خط کے الفاظ کو

تین سے زیادہ مرتبہ طلاق دے دی ہے

اور اب شاید

اگلے سال کے دونوں خطوط میں سے دوسرے خط

عدت پوری کرنے لگ جائے

اور شاید پہلا خط میں تمہیں نہ لکھ پاؤں



پھٹے ہوئے ٹشو پیپر پر لکھی گئی ثابت کہانی

یہ تو اس دن بھی یاد نہیں تھا کہ رات کیسے کٹی

کٹ گئی یا کاٹ دی گئی یا بھی بتک وہیں کی وہیں پڑی ہے

ویسے کی ویسی

وہی 3 جنوری 2013 کی رات

اور 4 جنوری کے دن کا تو کبھی مت پوچھنا پلیز

ورنہ

کامسیٹس یونیورسٹی لاہور میں

batch fall-10

کے چوتھے سمیٹر کے فائل ایگزام کا پہلا پیپر دے کر عباسی کیفیت میں چائے کی میز پر بیٹھ کر

شاہنواز علی کا ایک ٹوٹا ہوا دوست

شاہنواز علی کے سامنے کتنی بے چارگی سے زار و قطار رویا تھا
یہ سب جان کر تم شاید کئی ہفتواں تک مسکرا بھی نہیں پاوگی
لیکن میرے کچھ عزیز اب بھی تمہیں بے وفا کہنے سے باز نہیں آتے
یقین جانواں میں رتی برابر بھی میرا کوئی قصور نہیں



ایک تاروں سے بھری ہوئی رات

تم اتنے باذوق کب سے ہو گئے ہو؟
چاند نے بتایا تھا مجھے کہ کل رات
ساری کی ساری رات تم نے تارے گئے

اگر یہ بات میں حقیقت ہے تو پاگل

ساری رات میں آٹھ ہزار نو سو بہتر تارے گئے کیا ضرورت پیش آگئی تھی؟

اس سے اچھا تھا کہ چاند سے براہ راست بات کرتے

میرے بارے میں ہی کچھ پوچھ لیتے

خیر تم نے پہلے بھی کب مانی ہے

کوئی بھی بات

میری یا اپنی خود کی بھی

بس جو تم سے ہوتا ہے کرتے جاتے ہو

چاہے کتنا ہی بے تکا کیوں نہ ہو

عجیب ہو تم سچ میں بالکل عجیب ہو

میری طرح یا خود اپنی طرح

ایک ہی بات ہے

دیکھو کتنا اچھا ہوتا

اگر تم آٹھ ہزار نو سو بہتر تارے گئے سے پہلے

اپنی انکی دیوار گر کر مجھے ایک میج کر دیتے

تو میں بھی اپنی انکی دیوار گر کر تمہیں جوابی میج کرتا کہ

ہاں تم بھی مجھے بے حد یاد آ رہے ہو
اور پھر مجھے بھی ساری کی ساری رات
آٹھ ہزار نو سو تہتر تارے نہ گنے پڑتے ---



موٹے مار کر سے لکھی گئی کہاں

مجھے ٹھیک سے یاد ہے کہ
میں نے لفظِ محبت کی تپڑو نقطے علیحدہ علیحدہ لگائے تھے
اب اس بات پر اعتراض تو فضول ہے ناں کہ نقطے جڑے ہوئے ہیں
یا ٹھیک طرح میں نے لفظِ محبت لکھنے کا حق ادا نہیں کیا
تم کیا عجیب نکتے لے کر بیٹھ جاتی ہو
میں سادہ سا انسان
اپنی ٹوٹی پھوٹی لکھائی میں
ہمیشہ یہی لکھنے کی کوشش کرتا ہوں
کی مجھے تم سے بے تحاشہ محبت ہے

اور تم بجائے اسے سمجھنے، محسوس کرنے کے
 لفظِ محبت کے نقطوں پر نکتے نکالنے لگتی ہو!
 آخر مجھے بتاہی دو کہ کس قلم سے تمہیں یہ لکھا کروں گا
 کہ مجھے تم سے محبت ہے
 مگر مجھے یقین ہے جس قلم، پنسل، یا مار کرسے بھی میں لکھوں گا
 تمہیں ہمیشہ میرے لفظِ محبت کے نقطوں پر اعتراض ہی رہے گا
 اس لئے بہتر ہے
 کہ کسی دن فرصت نکالو
 اور میرے دل کی مہمان بن جاؤ
 شاید تم دیکھ سکو، جان سکو اور محسوس بھی کر سکو
 کہ مجھے تم سے بے حد محبت ہے
 بہت زیادہ محبت--۔



بے حد حسین چہرے سے سوال

مجھ سے زیادہ خدا بہتر جانتا ہے
کہ کیوں تم اتنی خوبصورت لگتی ہو
ایک ترتیب سے
تمہارے بال آنکھیں اور گال
ایک دوسرے سے مل کر مجسمہ حسن بن جاتے ہیں
میں تو نا سمجھا بھی تک اتنا ہی سمجھ سکا ہوں
کہ تم حسین ہو، واقعی حسین
جسے مکمل حسین کہا جا سکتا ہے
اس پر ایک حسین بات یہ بھی ہے
کہ اتنی ہی مقدس بھی ہو
یعنی سادہ لفظوں میں سمجھاتا ہوں
کبھی کبھی تمہیں چھولینا بھی بے ادبی لگنے لگتا ہے
تمہیں آنکھ پھر کے دیکھنا
بس کبھی کبھی تک دیکھتے رہنا بھی حسن کی بے حرمتی محسوس ہوتی ہے
شاید میرے نزدیک گناہ بھی
مگر کیا کروں اتنی پاکیزہ آنکھوں، گالوں

اور خم دار زلفوں کو دیکھتے رہنا
 اور یوں ہی ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہنے کا گناہ
 نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ سے سرزد ہو جاتا ہے
 مجھ سے قسم لے لو
 میں نے یہ گناہ ہمیشہ ثواب کی نیت سے ہی کیا ہے
 ہو سکے تو سزا کے دن میری طرفداری کر دینا
 شاید حسن مجھ سے راضی ہو جائے
 مگر مصیبت یہ ہے کہ
 کیا بنے گا اگر اس دن بھی میں بس تمہیں ہی دیکھتا رہ گیا
 سزا و جزا سے بے خبر
 یوں ہی مسلسل ٹکٹکی باندھ کر ۔ ۔ ۔ ۔



عید کے سفید لباس والی کہانی

ہاں وہی چاندر رات

جب میری اور تمہاری شرط لگی تھی کہ چاند نظر آئے گا یا نہیں

کل عید ہو گی یا نہیں

اور میں نے کہا تم حفظ پر آؤ

دیکھنا چاہندے ضرور نکلے گا

مجھے اس بات کا یقین ہے

اور تم حفظ پر آئی

اور کچھ ہی دیر میں وہ شرط ہار گئی

اور فوراً مجھ سے یہ بولی

کل عید کی نماز سفید لباس میں ادا کرنا

لڑکے سفید شلوار قمیص میں ہی عید کی نماز ادا کرتے اپنے لگتے ہیں

دیکھو کتنے برس بیت گئے

میں نے تب سے عید کی نماز ہمیشہ سفید لباس میں ہی ادا کی ہے

مگر اس مدت میں

نجانے تمہارا دل اتنا سیاہ کیسے ہو گیا ہے ۔۔۔۔



عید مبارک میری عمر کی ریاضت - ایک خط ایک کہانی

اب بھی بے و تنوں کی طرح

میں تمہارے گجروں اور چوڑیوں کی فرماکش کے انتظار میں ہوں

یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب تم میری دسترس سے باہر ہو

میرے اختیار میں نہیں

میرے انتظار میں نہیں

اس کے باوجود بھی مجھے یہی ایک جملہ

عید مبارک

ہر کسی کو رسماً کہنا پڑ رہا ہے

اور وہ لوگ جو تمہیں بالکل بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے

انہیں بھی عید کی مبارکباد دینا پڑ رہی ہے

وقت گزر جانا تحات بھی میں جانتا تھا

تم وقت تو نہیں تھے

تمہیں ٹھہر جانا چاہیے تھا

میں تمہیں ٹھیک سے گلے لگاتا

عید مبارک کہتا

تمہیں سب ناپسند کرنے والے لوگ جل کر راکھ ہو جاتے۔۔۔

خیر جہاں بھی ہو تمہیں عید کی بہت مبارکباد

میں ابھی تک صرف تمہارا



تم اور سیگریٹ

سیگریٹ میں اور تمہارے لبوں میں

زمین آسمان کا فرق اس طرح بھی ہے

کہ سیگریٹ لبوں پر ختم ہو کر سپرِ خاک ہو جاتی ہے

اور تم لبوں سے شروع ہو کر میری روح میں پیوست ہو جاتی ہو

اور تمہارا انعام میری ذات میں ممکن نہیں

تم ہمیشہ کی طرح بے تحاشہ ہو۔۔۔



کک

اس وقت

میرے صحن میں جس قدر ادای

اپنا آپ پھیلا کر

جا بجا کھڑی ہوئی ہے

مجھے تمہارے بھر کی آخری قسم

یہ مسلسل مجھے تمہارے

بہت دور ہونے کا احساس دلارہی ہے



کوئی اسے بتاتا کیوں نہیں؟

کوئی اسے بتاتا کیوں نہیں؟

کہ اس کے بغیر میرے

دن، رات، شام، سویر،

نظم، غزل، ردیف، قافیہ،

دل، روح، پلکیں، ابرو،

خاموشی، آواز،
 ہاں، نہیں، اگر، مگر،
 یہ، وہ، سب کے سب آپس میں الجھ جاتے ہیں---
 اور کسی پربس نہ چلے تو
 مجھے مارتے رہتے ہیں---
 کوئی اسے بتاتا کیوں نہیں؟؟؟



”سانسوں کی مالا پہ سروں میں پی کا نام“

پر بیم کارنگ ہر رنگ کا ہوتا ہے۔ جس میں چاہو ڈوب جاؤ۔
 روپ تو ایک ہی رہتا ہے۔
 وہ تو شہد بھر لایا تھا۔ بولتا تو زبان سے رس بہتے۔
 لفظ تھے یا بُتی ہوئی شیرینیاں، ترجم تھیا نوائے بھار فردوس۔
 ہم گم ہوئے۔۔۔ برسوں گم رہے پی کا نام لیتے رہے۔
 ! تم بولتے رہے مدھو شیاں تقسیم کرنے کے فن میں ماہراۓ نصرت
 سنائے تم فوت ہوئے؟ واقعی فوت ہوئے؟

” تو کا ہے کو سنائی دے رہا ہے کہ ” سانسوں کی مالا پہ سروں میں پی کا نام

یار کی رضا کور رضا سمجھا۔۔۔ یار مانے نہ مانے یار مان لیا۔

اپنے من کی میں جانوں اور پی کے من کی رام ”۔۔۔

پی کا نام بھی کتنا رسیلا ہے، گھی شکر، گڑ سے بھی زیادہ میٹھا۔

جن کو پیانہ ملا غوت تو ہوئے وہ۔۔۔

ہر دم نام جپنے والا تو خود وہی نام ہو کر رہ جاتا ہے۔۔۔ ہیئتگلی بخت ٹھہرتی ہے۔

فوت تو ہوئے وہ، جو کسی پر مرے نہیں جن کی میں مری نہیں۔

نصرت! تم تو سروں میں، سازوں میں، گیتوں میں، نغموں میں، غربوں، قواں میں، تالوں

میں، تانوں میں، لے میں اور سانسوں میں پی کا نام سمرتے رہے ہو۔

نصرت فتح علی خان! تم فوت ہوئے ہو، میں یہ خبر سن کر ان سنبھل کر رہا ہوں۔۔۔



! اچھا تو وہ ہستا بھی ہے

غضب میں رچا ہوا وہ ہنس بھی دے تو کیا ہے؟

کتنی بے نیاز ہنسی ہے۔۔۔ وہی، جو بس وہ ہستا ہے

! تمام ہنسنے والوں میں وہی توہنتا ہے !

! اُس کی ہنسی محفوظ ہو سکتی تو میں ضرور کر لیتا

! محفوظ ہو سکتی تو ہو چکی ہوتی

منظوم ہو پاتی توہر کوئی شاعر بن جاتا۔

مسئلہ تو یہ ہے محسوس کرنے والے مجدوب ہو جاتے ہیں ! اور وہ ہنسی ان میں منجب ہو کر

! رہ جاتی ہے

! اس لیے کہ وہ استعاراتی ہنس نہیں ہستا

! خود سے تشبیہاتی صفات محبوب کے سوا کسی میں دیکھنا اُسے کبھی بھی پسند نہیں رہا

اُسے محسین پسند ہوتے ہیں۔

اتی تلمیحاتی و طسماتی ہنس دینے کے لیے معراج ہی تو علت و معلول ہو سکتی ہے۔

! حالتِ وصل میں بھی اک رونے والے پر، آج بھی وہ بے نیاز ہنسی درود پھیجنگی ہے

! وجد ان کی کھڑ کی کھولو ! دیکھو ! محسوس تو کرو

وصال میں اک نم آنکھوں والے کے فرقت میں مسکرا دینے کا عالم کیا ہو سکتا ہے۔

مسکرا دینے والوں میں ایک یہی تو مسکراتا ہے۔



کچھ نہیں ہوتا

اذرا کی بے چینی کو دریافتاتے ہو!

مان لو تم سچے ہو! ویسے ہی جیسے میں نے مان لیا

مان لینے میں آسانی ہے

لوگوں کا کیا ہے کچھ بھی کہہ دیں گے

انکار کے لیے بہت سے بہانے ہوتے ہیں، مان لینا تو مان لینا ہی ہوتا ہے۔۔۔ بہانہ نہیں

ہوتا۔۔۔

کتاب سے کچھ سیکھ لیتے! کوئی ایک آدھ لفظ ہی! نہ سمجھتے، پڑھ تو لیتے

ہر مقام پر کیا کیا سمجھاتا۔ آسانی کو تو گھر کی لوٹڑی سمجھتے تھے

ملازمہ۔۔۔ جب چاہا بالایا! جب چاہا رخصت کر دیا

اب ادا کی کو سمندر بتاتے ہو! کہہ تو دیا تھا۔۔۔ نہیں ہوتا

نہیں مانے۔۔۔

بہت منایا!

اور ناراض ہو گئے

اور مناؤں۔۔۔؟ نہیں؟

! منا لیتا ہوں ! کچھ نہیں ہوتا
”نہیں منایا تو تم یہی کہہ دو گے !“ کچھ نہیں ہوتا
! میں نے تو مان بھی لیا میں جھوٹا ہوں ---- ویسے ہی جیسے تم نے مان لیا
چلو تم تو مان ہی گئے ---
”میرے تو مان نہ ماننے سے“ کچھ نہیں ہوتا



فتیری سمجھادے گی

! گروکا گیان تن پر پہن آئی ہو
! تمہاری آنکھیں فاقے بر سار ہی ہیں
! تمہاری آنکھیں بھلا دی جانے والی تو پیں نہیں
تم تو جیسے منشا ہو۔ تمہاری بھاشا پہلاڑی کے شروع جیسی ہے
بنیا بھی تمہارے پریم میں کھو ہی چکی
تم محلات سے کہاں بھتی ہو--- محلات تم سے سبجتے ہیں---
تم پر تو خون بھی سمجھتا ہے---

سلوںی! سنو! ”تم“ ایک ذات بھی ہے اور منزل بھی۔۔۔ ”ت“ سے شروع ہونے والی

منزل۔۔۔

تجسم تدویک ہو۔۔۔ توار پر چلنا پڑتا ہے۔۔۔

تکلیف کی ابتداء ہوئی اور تکلیف بھی کم نہ ہونے والی، تو قیر، تصویر، تغیر، تغیر، مدیر سے

بھرپور،

تخل، تخل، توسع، تعریف، تو صیف میں رچی ہوئی،

تفہیم، تفہیم، تعظیم، تکریم، اور تعالمیں گندھی ہوئی۔۔۔

تو حید اور تریٹھ۔۔۔ بس تریٹھ بر س کی منزل۔۔۔

آگے تو بس ”م“ ہے۔۔۔

کلام پڑھو تو ”م“ سے محبت نصیب ہو۔۔۔

میرے پاس نہیں ہیں وہ لفظ۔۔۔

”م“ کے بارے کچھ بھی لکھوں۔۔۔ ”

”تم“ چاہتے ہو تو تلاش کرو۔۔۔ ”

فقیری سب سمجھادیتی ہے۔۔۔



”آمادہ بہ قتل من“

اور کتنی بار کھوں؟ مت آیا کرو! دھیان میں
بس آن دھمکتے ہو! پھر چاہے وہ لفظ ہوں! دھیان ہو! یا کیسا بھی عالم ہو۔۔۔
ایسے کوئی بے باک ہونا! اجازت بھی نہیں مانگتے!
بادل تمہارے جھنکے ہوئے کچھ خیال ہی تو ہیں
ایاد تور ہو گے ہی، بھولتے تو ہو نہیں
بار شیں تمہارا حُسن ہیں اور میں غصب بھی
چہرے کے خدو خال سب کا سب محفوظ ہے! اب بھی روشنی ہے۔۔۔
بس دھیرے سے آنکھیں جھکا کر شام کر دیتے ہو
سنائے تمہارے رخسار چھو کر گزرنے والی ہواں ہوش میں نہیں رہتیں
دیوالی کی بانٹتے پھرتے ہو! جہاں بھی دیکھتے ہو
محصور کر لیتے ہو! جب بھی لبوں کو جنبش دیتے ہو
مجنور کر دیتے ہو! پاس سے گزرجانے پر
کافور جیسے ہو! ازخم تمہاری مسکراہٹ کے آگے کیا ہیں

! مجبور کر دیتے ہو! کوئی کیسے نہ پاگل ہو

میں کون ایسا ہوں جو نقچ نکلتا

! جس میں سماجاتے ہو! منصور کر دیتے ہو



مفہوم

حق تو بھی تھا کہ پہلے دکھ سے ہی منہ نہ موڑتے۔۔۔

! پہلی تکلیف گوارانہ کرنے کی پاداش میں اگلی تکلیف سہنا ہایت تکلیف دہ ثابت ہوا ہے

! جانے ملنے پچھڑن کس کھیت میں آگا کرتے ہیں

! ایسی کھلیانوں کو آگ بھی نہیں لگتی! ناکوئی لگانے کی سوچتا ہے

! بچپن بہت آسان تھا جو مشکل لگا کرتا تھا

! جوانی بھی آسان لگنے لگ ہی جائے گی

! وقت پھسل ہی جائے گا۔ کون سار کا ہے

! مجھے لگتا ہے ہم بھی پھسل ہی جائیں گے! اور پھر ٹوٹ بھی جائیں گے

وقت تو پہلے سے پھسل چکا ہے مگر ٹوٹا نہیں ہے۔۔۔

مجھے لگتا تھا پڑھائی لکھائی افسر بننے کے لیے ہوتی ہے۔۔۔۔۔

نہیں کیا۔۔۔ وہ تو جاہل (Hons BS) جس نے کمپیوٹر سائنس میں چار سالہ بی ایس آئزز ہے۔۔۔۔۔ ہمیشہ ملازمت ہی کرے گا۔۔۔۔۔

افسری بھی ایک طرح کی غلامی ہے۔۔۔۔۔

ہر افسر اپنے سے بڑے افسر کے ماتحت ہوتا ہے۔۔۔ ملازم ہوتا ہے۔۔۔۔۔

! حکم ماننا غلامی کرنا ہی تو ہوتا ہے

تمہیں کیوں برالگا؟

! مجھے بھی پہلے برالگا کرتا تھا۔۔۔ اب نہیں لگتا

اچھا تو تم ہی بتاؤ تعلیم غلامی کے لیے ہوتی ہے؟ نہیں نا؟ تو پھر؟؟؟؟

زندگی پر حاوی کی گئی افسری اور افسری کے لیے حاصل کی گئی تعلیم مجھے اب خوب سمجھو میں آگئی ہے۔۔۔۔۔

حق تو یہی تھا کہ پہلی تکلیف ہی گوارا کر لیتے۔۔۔۔۔

سمجھنے میں تاخیر ہو گئی۔۔۔۔۔

کیا کرتے وقت کے ہاتھوں پھسلنا پڑا۔۔۔۔۔

آگے کی تکلیف سہنا پڑ رہی ہے۔۔۔۔۔

جان کر بہت کچھ اچھا لگا۔۔۔۔۔ جو اچھا نہیں لگنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

اگر تم بھی بے ایس آز ز کرنے والے کوہی پڑھا لکھا سمجھتے ہو تو تم واقعی بہت پڑھے لکھے ہو
!!! بہت ہی پڑھے لکھے جاہل



دواں

کیڑوں مکوڑوں کا ہانمہ بن جانے والے
تم نے زندگی نہیں جی!
مٹی میں مٹی ہو جانے والے
اپھری ہوئی قبر پر عترت آنکھیں ٹیڑھی میڑھی کر کے بیٹھ گئی ہے
مٹی میں بیٹھ ہی بودیتے۔۔۔ پو داؤ آگ آتا۔۔۔
پھل دعا دیتا! پھل ناسہی سایہ تو جنم لیتا
مسافر کچھ دیر پڑھ سکھ تو لے ہی لیتے
چلو محبت ہی ڈھنگ سے کر لیتے
باجھرو وصال تو چلتا رہتا ہے
کسی کی یاد میں ہی درج ہو جاتے

!یادوں میں رہ جانا بھی زندگی ہی ہوتا ہے
 !جب تک یاد رکھنے والا زندہ ہوتے تک
 اس یاد رکھنے والے کو آگے کوئی دوسرا اپنی یاد میں پناہ دے دیتا ہے تو جان لو اُس کے
 !ساتھ ساتھ تم بھی دوام پاچے
 !اگر بنیاد میں سچائی ہے تو مان لو یہ سلسلہ جاری رہے گا
 !تم محبت کی بنیاد پر یو نبہی زندہ ہوتے چلے جاؤ گے
 !!!ورنه کیڑوں کا رزق تو کھا جائی چکا ہے
وَكُلْ صَغِيرٌ وَكَيْرٌ مُّسْتَطَرٌ



گوسيپ (Gossiped)

!میں نے تو نہیں چاہا تھا
!طلاق کی ضد اسی جانب سے تھی
!میں نے حق مہر کے تمام آنسو لوٹا دیے
!عدت کے فوراً بعد نکاح کی خبر آئی تھی
اس سے آگے جاننے کی کوشش میں نے کی نہیں! ناجھے معلوم ہو سکا۔۔۔۔۔
!ہاں! میں نے تمام سیاہ لباس بھی واپس بھجوادیے تھے
وہ ہی نہیں تو اس کے لباس کیا کرتا۔۔۔۔۔
ہاں! میرے پیڑا بھی بانجھیں
میرے دریا تو نہایت فرصت سے خشک ہونے کا حقن ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔
نہیں! خیریت چھوڑ کے باقی سب بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔۔۔
!ہاں! تمام سکھ ہی اداسی سے تھا
اداسی نہیں ہے سکھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔
نہیں! میں کہتا نہیں البتہ تمہیں اپنی زبان کو خوب ڈالنا چاہیے
اسے خاموشی سیکھ ہی لینی چاہیے۔۔۔۔۔
اب وقت اور ”سب کچھ“ پہلے جیسا نہیں رہا۔۔۔۔۔
ہاں! میں نے زمین پر گھوم دھوم کے دیکھا

بیہاں کے لوگ اچھے نہیں ہیں
تمہارے سمت
تم بھی تو اچھے نہیں ہو اے آئینے میں میرے سامنے کھڑے تباہ شخص
تمہیں میری نقل اتار لینے سے آخر حاصل ہی کیا ہوا؟؟؟



عدیم الٹیل

بارش تو میری چھٹ دیکھے بغیر برستی ہی چل گئی ---
چھٹ تو استقاہ رہی کتنی ہی دیر --- بارش کو اس سے کیا
تم بھی بارش بن گئے ہو! محبت کی بارش
میرے دل کی چھٹ پر دھیان کیے بغیر! برستے ہی چلے جا رہے ہو
برستے ہوئے ابر کی مانند تمہارا برس بھی رومانوی تو ہے
میرے دل کی کمزور چھٹ پر تو توجہ کر لیتے
اتنی شدت سے تو دل کی چھٹ پکنے لگے گی
فرود گاہ دل کی تباہی پر بعد میں گلہ مجھ سے کرنے لگو گے

ہمیری حالتِ دشمن میں تو تم کبھی ابر بن کر بر سے نہیں

بر سنا تو دور، کبھی آئے ہی نہیں!

اب بارش بن گئے ہو جب مکانِ قلب شدید بوسیدگی میں آن پھنسا ہے

کبھی کبھی ہم کچھ زیادہ ہی محبت بر سانے لگتے ہیں

ضرورت سے بہت زیادہ!

بعد میں انڑام دھردیتے ہیں!

جب اتنا بر سنے کے بعد بھی فصلِ یاس کے سوا کچھ بھی اگ نہیں پاتا

کاش ہم دھیان دیتے مرا ج پر تو قع پر---

توجه دیتے سکت و گنجائش پر---

تم تو محبت کی بارش بن کر بر ستے ہی چلے گئے

تمہیں کیا علم کہ اتنی مسلسل اور تیز بارش کیا حال کر دیتی ہے

اے میرے دل سے انتقال کر جانے والے

دل کی حالت معلوم ہونے پر بھی

تم تو محبت کی بارش بن کر بر ستے ہی چلے گئے !!!



ملفوظات

اُس کا چہرہ تھا، ہی ایسا کہ جس کی قسم اٹھائی جاسکتی
 ! اس کے گیسو تھے ہی ایسے جن پر قسم بھی اٹھنے کے لیے ترسی
 قسم اٹھانے والے کاہر لفظ حرف، لب و لہجہ کس سہولت سے ظاہر کرچکا
 ! اُس کا چہرہ تو صائم سے بھی سُندھ رہے
 مسکراتا ہے تو دنداں ایسے دکنے چکنے روشنایاں اور بھلاکیاں باشنتے لگتے ہیں
 جیسے انجیل اور تورات کا نور ابھر کر قریب پھینلنے لگ جائے
 ! ان زبوری آنکھوں سے قرآن برستار ہتا ہے
 ان ہونٹوں سے فرمان برستار ہتا ہے!
 اور وہ زبان ---- وہی ایک زبان زبانوں میں ایک ہے ---
 ! جس پر صرف اور صرف حق کا اختیار ہے
 ! وہی ایک زبان -- حق جس کے اختیار میں ہے

لوگ اسے سنتے رہے! صحیح رہے! محفوظ کرتے رہے! ملغوظ کرتے رہے!

کیا سے کیا ہوتے چلے گئے

اور ایک میں تو تھا ہی اور طرح کے لوگوں میں

وہ لوگ جو بس جی بھر بھر دیکھنے والے لوگ تھے

پریسی--- ماں و گھاں چشم لوگ---

وہ لوگ جن کے لیے وہی سراپا فرمان بھی تھا، ارشاد بھی، رکن بھی، اور عبادت بھی

خبر یہ تھے کی بات ہے--- کس کے حصے کیا آیا---

میں کیا جانوں دین دھرم

مجھے تو کلام میں بس سراپا ہی دکھا

اے ہی ملغوظ و محفوظ پایا

وہ بھی جعلی آشکال میں



”نسیما جانب بلطاء گزرن“

غم زمین کے لیے لکھا گیا ہے---

اصل سے ---

سکھ تو یہاں ٹھہرتا ہی مختصر لمحوں کے لیے ہے۔۔

!!سوئے فلک جانے کو مضطرب رہنے لگتا ہے

علم نہیں ہے 16 دسمبر کو کتنا خاص تھواڑ تھا۔۔

وہاں اوپر --- پھول کم پڑ گئے تھے ---

جنت کی سجاوٹ کے لیے معصوم بچوں کو جانا پڑا۔۔

نصبیوں والے ہیں۔۔ بھاگوں والی ماوں کے بنے۔۔

!!اس دن تو ایسا لگ جیسے ساری کی ساری مخصوصیت ہی اس سر زمین سے اٹھا لی گئی ہے

یہاں تو بس درندگی ہی چھوڑ دی گئی۔۔

یوں لگ جیسے حیوانیت سے انسانیت کو نکال لیا گیا۔۔

کمصون سے بال کی طرح ---

معلوم نہیں وہاں جشن آخر کون سا تھا۔۔ پر خوشبو دار تھا۔۔

جس کی مہکار بہیشہ بہیشہ کے لیے پھیلتی جا رہی ہے۔۔

سارے کے سارے پھول تو امن میں ہیں۔۔

!!!!شانتی سے ہیں۔۔ مہک رہے ہیں۔۔ کھلے ہوئے ہیں خوشبو دار ہیں

مگر یہاں ان باغوں پر کیا بیتی -----

کیا علم کب تک وہی ایک قیامت ان پر ٹھہری رہے گی۔۔۔

!!جن میں سے وہ پھول اتار لیے گئے

!!! اے ہوا!!! اے نیک نیت، خوش بخت ہوا

پاک دامن ہوا!!! تم نے احرام تو پہن ہی لیا۔۔۔

انہی میں ایک مجھ اُجڑے پُھڑے لٹے پُٹے بر باد باغ کو بھی صبر کی تلقین کرنے والی ہوا

!!!!

!!!! غلافِ کعبہ سے لپٹ جانا

!!!! بہت زیادہ رونا

!!!! ہمارا رونا بھی تم ہی رو لینا

اتارو نا کہ ان پھولوں کی خوشبو تم میں بھر جائے۔۔۔

!!!!!! وہی مہکار مدینے لے جانا

!!!!!! سبز گنبد کے سامنے ہاتھ جوڑ لینا

!!!!!! آنکھیں جھکالینا

!!! درود وسلام پڑھتی جانا۔۔۔

!!!!!! رونا۔۔۔!! رونے جانا۔۔۔

بہت بہت زیادہ رونا۔۔۔!! اور اور اور۔۔۔

”زَاهِوَّاً مُّهَمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاخَبَرَ كُنْ“



رحلت

ازندگی تو ایک اسٹاکل ہی ہے۔۔۔ ایک طرح کافیش
!!! وہی جسے میں زندگی سمجھ بیٹھا تھا۔۔۔ تقریباً سب اسی کو زندگی سمجھتے تھے
!!!! میں تو بس ایسے ہی دیکھادیکھی
سمجھتے تو دراصل لوگ ہی تھے۔۔۔
!!! ایک مزاج ہے زندگی۔۔۔ موت بھی ایک الگ مزاج ہے
میں تو یہ تب سمجھا جب میں نے رحلت فرمائی۔۔۔
زندہ لوگ تو جیسے کسی ریس کے کھلاڑی ہوتے ہیں۔۔۔
بھاگتے ہی چلے جا رہے ہیں۔۔۔ آگے ہی آگے۔۔۔
صرف اور صرف اپنی خواہش کی سرخودی کے لیے۔۔۔
بے چارے، شہرت کے غلام، دولت کے پچاری، زخیرہ اندوز کہیں کے، زندہ کہیں
کے۔۔۔

مردہ لوگوں کا تو اسٹائل ہی ذرا بہت کے تھا۔۔۔ مجھے تو بھاگیا۔۔۔

میں نے وہی اپنا لیا۔۔۔ میں ریس کا حصہ نہیں بنالے۔۔۔

میں نے شہرت کو چکمادیا! اور رُک گیا۔۔۔

زندہ لوگ چیختے چلاتے رہے۔۔۔

بلکے فلسفی۔۔۔ ذہین و فطین۔۔۔

ورت کو محض بستر کی زینت سمجھنے والے۔۔۔ نہایت زندہ لوگ۔۔۔

انے خاموشی ہی سے نکاح کر لیا۔۔۔ خاموشی ہی کا ہو کر رہ گیا۔۔۔

زندہ لوگ جاگیر بناتے رہے۔۔۔ دولت اکٹھی کرتے رہے۔۔۔

میں نے ہاتھ خالی کر دیے۔۔۔ لفظوں سے مالا مال رہا۔۔۔

اس دولت و امارت کے باوجود۔۔۔ ہاتھ خالی کر دیے۔۔۔

حساب کتاب کی عادت نہیں۔۔۔ پاس نہیں رکھا کچھ بھی۔۔۔

بائٹھاڑا۔۔۔ لفظ بھی بانٹ دیے۔۔۔ محبت بھی بانٹ ہی دی۔۔۔

اسی میں سکھ تھا عافیت تھی۔۔۔ بانٹ ہی دینی چاہیے۔۔۔

ایسی چیزیں پاس رکھیں تو ہم زندہ ہو جاتے ہیں۔۔۔

اور گھٹ گھٹ مر نے لگتے ہیں۔۔۔

چیزیں یہ زندہ لوگ۔۔۔ یا بھی بہت ہی زندہ ہیں۔۔۔

اُبھی انہیں وقت لگے گا۔۔۔

وقت سے پہلے رحلت فرمائیں۔۔۔

مردہ (معذرت!!! زندہ لکھنا تھا۔۔۔ ہاں زندہ) لوگوں کے بس کا کاج تھوڑی ہوتا

ہے!!!!



چالان

! آنکھیں بھگت رہی ہیں

! شام ڈھلتے ہی نیند آنکھوں میں آ جایا کرتی تھی

! ایک بچ کو بڑے فلمی خواب آیا کرتے تھے

! کبھی وہ اغوا ہونے سے نجح جاتا

! کبھی جہاد پر نکل پڑتا

! اڑائی جھگڑے والے خواب دیکھتا تو صبح اٹھ کر خاموش ہو جایا کرتا

!!! جنات والے خواب اسے خوفزدہ کر دیتے

! ذرا سی آہٹ پر ڈر جایا کرتا

پھر اسے ایک اچھا خواب آتا!
وہ کئی کئی دن مسکراتا!
بہت بول تاب سے خوش دلی سے ملا کرتا
اداس بھی ہو جاتا!
!!! اس کا ذر، خوف، خوشی، سکون، ادا سی سب کا سب بہت پیارا اور معصوم تھا
پھر معلوم نہیں وہ بڑا کیوں ہو گیا !!!
!! بچپن میں تو وہ نیند کے گلی محلوں تک رہا کرتا
!! اب کے وہ نیند کی موڑ روے پر آپچا
موڑ روے پر وہ نارمل اسپیڈ سے خواب دیکھا کرتا تھا
ایک دن اسے محبت ملی ! اسی موڑ روے پر
!! وہ اپنا آپ ویسی ہار بیٹھا
!!! محبت کے خواب دیکھنے لگا
!!! معینہ اسپیڈ سے زیادہ اسپیڈ میں خواب دیکھنے لگا
پھر کیا؟؟؟ وہی ہواناں
!!! ہو گیا چالان
!!! نیندیں پڑ گئیں دینی

!!! محکمہ محبت کے افسران نے سنادی سزا
عمر بھر شب بیداری کی سزا۔۔۔۔۔
صرف شب بیداری نہیں۔۔۔۔۔ نم شب بیداری کی سزا۔۔۔۔۔
یہی چالان کی بھرپائی ہے۔۔۔۔۔
آنکھوں سے بھرو۔۔۔ آنکھوں سے بھگتو
آئیندہ کرو گے ؟؟؟؟؟
نہیں ؟؟؟؟
کرہی نہیں پاؤ گے!!!!



(اُسٹل ویٹنگ) Still Waiting

درخت اتنے بھی عجیب نہیں ہوتے ہیں۔۔۔
تم چاہو تو غور کر کے دیکھ لو۔۔۔
درخت نہایت مجبور ہوتے ہیں۔۔۔۔۔
ایسا کہیں سے سن رکھا ہے۔۔۔

درخت پر اگر نام لکھ دیے جائیں ۔۔۔
وہ ان ناموں کو تو یاد رکھتے ہیں ۔۔۔
لکھنے والے کا چہرہ بھول جاتے ہیں ۔۔۔
تم چاہو تو نام لکھ کر دیکھ لو ۔۔۔
نام یاد رکھ لیں گے ۔۔۔
تمہارا چہرہ بھول جائیں گے ۔۔۔
انہیں کھڑے رہنے کی سزا سنا دی گئی ہے ۔۔۔
تم چاہو تو کسی درخت کو بھی دیکھ لو ۔۔۔
چاہے پھل دار ہو ۔۔۔ یا مکمل بانجھ ہو ۔۔۔
درخت شاید منتظر ہوتے ہیں ۔۔۔
کسی بہت اپنے کے ۔۔۔
یا پھر کسی خوشبودار وقت کے ۔۔۔
درخت بڑے ہی پُر امید بھی ہوتے ہیں ۔۔۔
ان کی امیدیں کئی برسوں تک ٹوٹ نہیں پاتیں ۔۔۔
یا جب تک انہیں کاٹ پھینکا نہ جائے ۔۔۔ ان کا انتظار قائم رہتا ہے ۔۔۔
تم چاہو تو کسی بھی درخت کو دیکھ لو ۔۔۔

یہی لگے گا کہ کسی بہت اپنے کی راہ دیکھ رہا ہے---
چلو درخت رہنے دو۔۔۔ تم مجھے ہی دیکھ لو۔۔۔



! تم ہی کہو

ہاتھ اٹھاؤں؟ کہو تو ہاتھ اٹھاؤں؟
کہو تو لفظر ہنے دوں؟
کہو تو چپ تقسیم کر داوں؟
کہو تو لفظ گرداوں؟ کہو تو حرف توڑ دوں؟
کہو تو آنکھوں کو سمجھا لوں؟
کہو تو ہواوں کا کہا ان سنائے دوں؟
کہو تو صد اوں سے روٹھ جاؤں؟
کہو تو اداوں سے مانوں نہیں؟
کہو تو وفاوں سے بہلوں نہیں؟
کہو تو درد کو چھیڑ نہ لوں؟

کہو تو رخ م سے کھیل نہ لوں؟

مجھے تم سے محبت ہے؟

کہو تو تم سے کہہ دوں؟

تم کہو تو سہی!



” یاد سا پاہیڑ! آوس مانڈڑے کوں ”

! دروازہ تو تجھے چنچت کر میرا تم سنائے گا

! ٹو سب سے پوچھیو ضرور!

! چھت کی ہر دیوار گواہ ہے

! میں نے ہر روز دن بھر بھیگی آنکھیں سکھانے کی خاطر ان پر ڈالے رکھیں

شام کو اتاریں تو شب بھر ان سے کئی دریافت ہے گئے اور تیری یاد کے سمندر میں اترتے گئے

!

! ہر کھڑکی گواہ ہے! میں نے پھر وہ جھاٹکتے ہوئے تیری راہ دیکھی ہے

! شاید ٹوانہیں دیکھ بھی نہ پائے مگر پھر بھی میرے اشکوں کی ترتیب گواہ ہے

! میں نے تیرے فرق میں بھی تیر ابھر نہیں منایا! وصال منایا ہے
! وصال کی ہر رسم گواہ ہے! میں نے کمال منایا ہے
! یہ تمام کی تمام گواہیاں بھلا تیرے کس کام کی
! میرا ایمان ہے! انوئیں موجود ہے
! جہاں جہاں میں ہوں ٹو وہاں وہاں موجود ہے
! تو کہیں بھی کبھی بھی گیا تو ہے نہیں
! مگر پھر بھی صرف اور صرف تیر الٹ آنا ضروری ہے
سانو لا! آخر کب تک میں تجھے بلا تاہی رہوں گا؟
آخر کب تک تو صرف سنتا ہی رہے گا؟



! ادھر دیکھو

! اتنا تو میں خود کو تھکا ہی چکا ہوں! جتنا تمہاری پر امن آنکھوں کو دیکھ کر آرام پاسکوں
! تمہاری آنکھیں دیکھتا ہوں
! تمہاری شریلی آنکھیں دیکھتا ہوں تو کوئی گیت سننے کا جی نہیں چاہتا

! بہت دنوں تک تمہاری آنکھوں کی دھنس مچھے مست کیے رکھتی ہیں
! مجھے لگتا ہے تمہاری برگزیدہ آنکھیں مجھ پر واجب ہیں
! مجھے انہیں اور دیکھنا ہے! اور دیکھتے رہنا ہے
! تمہیں علم ہے؟ تمہاری آنکھیں بڑی زور آور ہیں
! مجھے جہاں دیکھنا چاہتی ہیں لے جاتی ہیں
! جہاں دیکھنا نہیں چاہتی ہیں وہاں سے او جمل کر دیتی ہیں
! ایسے جیسے میری ذات کی مہار تمہاری آنکھوں نے تحام رکھی ہو
ایسے جیسے میرا دکھنا! میرا نہ دکھنا! میرا ہونا! میرا نہ ہونا صرف تمہاری آنکھوں کے اختیار
میں ہے!
! تو مانگی رہو پھر اپنی آنکھوں کی
! کرتی رہو اپنی مرضی
! سائیں سچا تمہاری آنکھوں کی بادشاہی قائم رکھ



! اک دونی دو! اک دونی اک!

! صاحب جی! یہ منصور کون سے پہاڑے پڑھتا رہا ہے
! عمر ہو گئی! ہر کوئی "اک دونی دو" پڑھ کے سناؤے ہے
یہ شاہ منصور کا ہے "اک دونی اک" کبی جاوے؟
! سائیاں سچیا! تیرے لفظوں سے بھتی ہوئی صندل کی خیر! مجھے خوشبو عطا کر
مجھے بتا منصور کا پہاڑا سوہنا ہے؟ یا ساری دنیا کا؟
! بات بڑی سدھی سادی ہے غازی
! بس کوئی سیدھا ہاتھ میں تھا دیوے! ورنہ دنیا کا کیا ہے ابھی رہے گی
"بن مرشد تینوں را نئیں لجھنا! اُل مر سیں وچراہ دے"
! یار توہردم تیرے ساتھ ہے! تیرے اندر ہے
اک وہ اور اک ٹو۔۔۔ بتا کتنے ہوئے؟
! صاحب جی دو ہو گئے
! یہ ٹونے پڑھ لیا دنیا کا پہاڑا! اک دونی دو
! منصور کا پہاڑا تو عشق کا پہاڑا ہے
! اگر ٹو اور ٹیر ایار دو ہو گئے
!"اس میں سے اب ٹو اپنی نفی کر دے! اچھے کون بچا؟ صاحب جی! بس یار! بس" ایک
! دونی ہو گئی ایک! یہ رہا منصور کا پہاڑا! اک دونی اک

! جس کے لیے دوئی ہے ہی نہیں
! اُس کے لیے تو پھر اک دونی بھی اک ہے اور دو دونی بھی اک
! چھوڑ! تو حسابوں کتابوں میں مت پڑا کر
! بس یار یار کیا کر! یار یار کہا کر
! تیرے سب حساب سیدھے ہو جائیں گے



کیا تمہیں بچتاوا بھی نہیں؟

کیا تمہیں اس بات سے شکوہ نہیں؟
کہ اب میں نے انتظار کا مفہوم اپنے تیئیں بدل کر کچھ اور رکھ لیا ہے۔
میں نے بناؤ لجوں، ناپسندیدہ رسوم، کھردے لفظوں، تخلی زبانوں اور کرخت بالوں کا
سامنا کرنا سیکھ لیا ہے۔
کیا تمہیں شکایت نہیں؟
کہ اب مجھے تمہاری فکر بر باد نہیں رکھتی ناہی تمہارا مس فضائیں محسوس ہوتا ہے۔ اور ناقو
میں فرقان سے تمہارا مذکورہ کرتا ہوں نااب وہ تمہارے بارے مجھ سے پوچھتا ہے۔۔

کیا تم فکر مند نہیں؟

کہ اب میرے آنسو تمہاری یاد کے زمرے میں نہیں آتے۔ میری آنکھیں انتظار کی لذت کھوچکی ہیں۔۔۔ میرے ہونٹ وہ کہہ نہیں پاتے۔۔۔ جس کے لیے تمہاری ساعت ترسی تھی۔ میرے قدم ان راستوں سے لا تعلق ہیں جن پر تمہارا بلاوا کسی ناکسی پیڑتے منتظر رہتا تھا۔

کیا تمہیں گلہ نہیں؟

کہ تمہیں یاد کرنے کے لیے اب مجھے سننا جائی ہوں گے چیزوں کچھ تصویروں اور پرانے گیتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔۔۔

کیا تمہیں اس سے بھی گلہ نہیں؟

کہ اب میں نے تمہارے لیے نظمیں کہنا چھوڑ دی ہیں۔

خیر چھوڑو! یہ تو بتا دو۔

کیا تمہیں پچھتاوا نہیں؟

تم نے اُس شخص کے دل پر پاؤں رکھا۔ جس کا پاؤں نادا نستگی میں کسی چیونٹی پر بھی پڑ جانے سے دکھ جاتا تھا۔

کیا تمہیں شرمندگی نہیں؟

تم نے اُسے چھوڑ دیا جس نے تمہارے زخم دیکھ کر روتے ہوئے راتیں گزاریں۔

تم نے اُس شخص کو توڑ دیا جس نے تمہارے ٹوٹے ہوئے خدوخال، تمہارا حوصلہ اور ضبط جوڑے رکھا۔

کیا تمہیں دکھ بھی نہیں؟

کہ تم نے اُس شخص کو ملنے والے سکھ چوری کر لیے جس کے پاس بچپن سے غنوں کے سامان کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔

کیا تمہیں افسوس بھی نہیں؟

اُس شخص کی موت کا،

جو تمہیں زندگی کی دعائیں دیتے دیتے مر گیا۔۔۔



تلاش گمشدہ

بہت ساری چیزیں

کھو ہی جاتی ہیں

سفر کے دوران

سفر سے پہلے

میں نے بہت ڈھونڈا
بہت ساری چیزیں نہ مل سکیں
اتنی چیزیں ڈھونڈنا
ڈھونڈنا اور بس ڈھونڈتے رہنا
ڈھونڈتے رہنا۔۔۔
اور خود کو کھو دینا
کھو دینا۔۔۔ اور روئے جانا
روئے جانا اور ڈھونڈتے ہی رہنا
چیزوں کا کیا ہے،
ملیں نا ملیں۔۔۔
خود کا کیا ہے،
کسے مل جائیں۔۔۔
خیر کسی بھی طور ختم نہیں ہونا،
اضطراب نے تو قسم کھائی ہے
تم نے مجھے تو ڈھونڈ ہی لیا۔۔۔
تمہیں سکون مل جائے اسے میرا پتہ ضرور بتادینا۔۔۔



ایک بس تم ہی تو ---

تم سچی ہو، ایک بس تم ہی تو سچی ہو

سچ کی بات کہنے والی

سچا تمہیں سچار کھے

خوشبو بھی تو سچ ہی ہوتی ہے

تم سے چھولوں نے سچ سیکھا

تمہارے سچ تک آتے آتے

کتنے ہی جھوٹ دیکھنے پڑے

مجھے جھوٹ دیکھنے پڑے

دیکھنے پڑے اور سہنے پڑے

مجھے تو لباس بھی جھوٹے ہی ملے

ملے اور میں نے پہن لیے

پہن لیے اور کھل دیکھے

دکھ دیکھے اور تم آئی

تم آئی اور مجھے سچ پہنائی

جھوٹ کا انتقال ہوا

دکھ کے ہاں فوتگی ہوئی

سکھ آن بے۔

تم سچی ہو

نہایت سچی ہو

میں نے زبان سے اقرار کیا

دل سے تصدیق کی

ایمان لایا

تم پر

تمہارے سچ پر۔

سچ کی بات کہنے والی بس ایک تم ہی تو سچی ہو

سچا تمہیں سچار کھے



ساحرہ ایک وجود، ایک عکس، ایک خیال

تاریکی

بے شمار تاریکیاں

تاریکی روشنی کی عدم موجودگی

روشنی کی موجودگی

عکس کا جنم

عکس وجود کی اولاد

روشنی کی عدم موجودگی،

تاریکی اور عکس کی رحلت

وجود موجود--

روشنی وجود نہیں،

ساحرہ روشنی نہیں

! تاریکی وجود نہیں، ساحرہ تاریکی نہیں

ساحرہ وجود ہے تو کیوں؟

روشنی کی عدم موجودگی میں عکس موجود ہے--

ساحرہ وجود نہیں۔۔ ساحرہ وجود کا ایک خیال

خیال ایک وجود

وجود کا عکس خیال

ساحرہ ایک خیال۔۔۔

ساحرہ کی عدم موجودگی

خیال کی موت۔۔۔



عید مبارک

منظر کی بے پر دیگی دیکھ کر چونک جانے والی آنکھوں۔۔

بے نور آنکھوں کے سامنے چینے والے مناظر۔۔

ان کے علاوہ بھی کئی دوسرے لوگوں کو یہی لگتا ہے مجھے کوئی غم نہیں ہے۔۔

! مجھے بھی یہی لگتا ہے

سوال یہ ہے کہ تم کیا سمجھتے ہو؟ یہی ناں کہ مجھے بہت سارے غم ہیں۔۔۔

بہت زیادہ دکھ۔۔۔

میں نہایت اداں شخص ہوں۔۔۔؟

چلومن لیتے ہیں کہ مجھ سمت تمام لوگ میرے معاملے میں اگر دھوکے میں ہیں۔۔۔
اور گل کائنات میں تم ایک ایسے ہو جو سب کچھ ٹھیک سمجھتے ہو۔۔۔ تو پھر بھی۔۔۔
پھر بھی۔۔۔

اداں کے اس عالمی دن پر تم مجھے عید مبارک سے زیادہ آخر کہہ بھی کیا سکتے ہو۔۔۔



اب کون کہے تم سے
دنیا میں تمہارے بن
ہر چیز اداں ہے